باسمہٖ تعالیٰ

ایمان و عقائد

بدعات و رسوم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

ایمان وعقائد

اور

بدعات ورسوم

(برائے مختصر نصاب)

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ناشر

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

فہرست

عقائد کی حقیقت

عقیدہ عقد سے نکلا ہے جس کے معنی لغت (Dictionary) میں باندھنے کے ہیں۔

عقیدے کی جمع عقائد ہے اسلام میں جس حقیقت کو عقائد سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ چند ذہنی اصول ہیں، جو دین و مذہب کے نام پر دل میں پختہ اور مضبوط ہو گئے اور جم گئے ہوں۔

یہی عقائد جماعت کا کریڈ (Creed) اور تمام انسانی افکار و خیالات کی بنیاد و اساس ہیں۔

انسان کے تمام افعال، اعمال اور حرکات اسی محور کے گرد گھومتے ہیں، یہی اس کو بناتے اور بگاڑتے ہیں۔

انہی اصولی نظریات کو عقائد کہتے ہیں۔

ہمارے تمام افعال اور حرکات ہمارے ارادہ اور نیت کے تابع ہیں ہمارے ارادہ اور نیت کا محرک ہمارے خیالات اور جذبات ہیں اور ہمارے خیالات اور جذبات پر ہمارے اندرونی عقائد حکومت کرتے ہیں عام بول چال میں انہی چیزوں کو ہم ''دل'' کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

انسان کے تمام اعضاء میں اس کا دل ہی نیکی اور بدی کا گھر ہے۔ دین کی اصل (جڑ) عقیدہ ہے اور عمل اس کی فرع (شاخ) ہے۔

عقیدہ کی اصلاح کے بغیر آخرت کے عذاب سے نجات ممکن نہیں۔

عربی کا شعر ہے۔ ؎

ان العقائد کلھا		اساس لاسلام الفتیٰ
ضاع امرٌ واحدٌ		من بینھن فقد غویٰ

یعنی تمام عقائد اسلام کی بنیاد ہیں؛ ایک عقیدہ بھی خراب اور فاسد ہو گیا تو اسلام کی تمام عمارت خراب ہو گئی

q

عقائد کی دو قسمیں

حکم کے اعتبار سے عقائد دو طرح کے ہیں ایک وہ کہ ان کا منکر اسلام ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔
جیسا کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کا منکر، یا رمضان کے روزوں کی فرضیت کا منکر، یا
زکاۃ کی فرضیت کا منکر، یا بیت اللہ کے حج کی فرضیت کا منکر، یا ختمِ نبوت کا منکر، یا
احادیث کا منکر، یا قرآن مجید کی حفاظت کا منکر۔ [1]

اور دوسرے عقائد وہ ہیں کہ ان کا منکر دائرہ اسلام سے تو خارج نہیں ہوتا، البتہ اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج اور فاسق وگمراہ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ ایصالِ ثواب کا منکِر (جبکہ ایصالِ ثواب صحیح طریقے پر کیا جائے)
یا جیسا کہ چاروں خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم) سے عقیدت ومحبت رکھنے کے باوجود، ان کے درجات میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کی ترتیب کا منکِر۔

جن چیزوں کے انکار کی صورت میں انسان مومن نہیں ہوتا یا ان کے انکار کی وجہ سے اسلام سے خارج ومرتد ہو جاتا ہے، وہ چیزیں ایمانیات کہلاتی ہیں۔

ان دونوں قسم کے عقائد کی تفصیل آگے آتی ہے۔

S

---

[1] چنانچہ قادیانی یا مرزائی اور وہ اہلِ تشیع جو قرآن مجید کی حفاظت کے قائل نہ ہوں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ایمان واسلام اور کفر وارتداد کی حقیقت

ایمان واسلام اور کفروارتداد کی اصولی انداز میں حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو چکا ہے دل سے تصدیق کرنا'' بشرطیکہ اس کے ساتھ اطاعت کا اقرار بھی ہو۔

اوراسی سے مؤمن کی حقیقت بھی واضح ہوگئی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرے ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی اور بدیہی طور پر ہو چکا ہو'' بشرطیکہ زبان سے بھی اس کی تصدیق کا اوراطاعت کا اقرار کرے۔

اوراسلام کی حقیقت یہ ہے کہ:

''اللہ اوراس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنا'' بشرطیکہ اس کے ساتھ ایمان یعنی دل سے تصدیق موجود ہو۔

اوراسی سے مسلمان کی حقیقت بھی واضح ہوگئی یعنی:

''وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرے'' بشرطیکہ دل میں بھی ان کی تصدیق رکھتا ہو۔

ایمان کے مقابلہ میں کفر کی حقیقت یہ ہے کہ:

جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرنا۔

اوراسی سے کافر کی حقیقت بھی واضح ہوگئی یعنی:

وہ شخص جو ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی دل یا زبان سے انکار کردے۔

کفر کی ایک خاص قسم ارتداد ہے، جس کے مرتکب کو مرتد کہا جاتا ہے۔

ارتداد کے معنیٰ لغت میں پھر جانے اور لوٹ جانے کے ہیں۔ اور شریعت کی زبان میں ایمان واسلام سے پھر جانے کو ارتداد اور پھرنے والے کو مرتد کہتے ہیں اور ارتداد کی دوصورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پر مذہب تبدیل کر کے اسلام سے پھر جائے، جیسے یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ وغیرہ کا مذہب اختیار کرے یا اللہ تعالیٰ کے وجود یا توحید کا منکر ہو جائے، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کردے۔

دوسرے یہ کہ اس طرح صاف طور پر مذہب کی تبدیلی اور توحید ورسالت سے انکار نہ کرے۔ لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جو قرآن مجید یا رسالت کے انکار کے مترادف وہم معنیٰ ہوں۔ مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری وقطعی حکم کا انکار کر بیٹھے جس کا ثبوت قرآن مجید کی صریح نص سے ہو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے طریقہ پر ثابت ہوا ہو، اگر چہ اس ایک حکم کے سوا تمام اسلامی احکام پر شدت کے ساتھ پابند ہو۔ یہ صورت بھی باجماع امت ارتداد میں داخل ہے۔

کفر ایمان کی ضد اور بالکل مخالف چیز ہے، لہٰذا جن چیزوں پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا ایمان معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے، اُن کے دل یا زبان سے انکار کرنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔ [1]

---

[1] انکار کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اس کے خلاف کا یقین ہوجائے، جس کا پہلے ذکر ہو چکا، اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیدہ معتبر ہونے کے لئے جس یقین وتصدیق کی ضرورت ہے، وہ ختم ہوجائے مثلاً وہ عقیدہ شک سے تبدیل ہوجائے۔
پھر وہ انکار یا شک بعض اوقات تو دل میں ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کا اظہار کسی قول وفعل سے ہوتا ہے۔
اس طرح دل اور قول وفعل کے صریح انکار وشک کے اعتبار سے کفر کی کل چار صورتیں بن جاتی ہیں:
(۱)......دل سے صریح انکار کرنا (۲)......دل میں شک پیدا ہوجانا
(۳)......قول وفعل سے صریح انکار کرنا (۴)......قول وفعل سے شک کا اظہار کرنا
یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں عیب نکالنا اور اسکے ساتھ مذاق اڑانا بھی ایک طرح کا انکار ہے۔

اوراس کے تمام نیک اعمال ضائع ہوجاتے ہیں، اگر شادی شدہ ہے تو نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے، اور فرض حج ادا کیا ہوا بھی ضائع ہوجاتا ہے۔

جب تک توبہ نہ کرے گا مومن نہ ہوگا خواہ یہ شخص اپنے آپ کو مومن سمجھے اور عبادت اور ریاضت شاقہ عمل میں لاوے۔اور کفار کی طرح ہمیشہ جہنم میں جلے گا (نعوذ باللہ تعالیٰ) مومن کو چاہئے کہ ایمان لانے کے بعد ایمان کی حفاظت کا اہتمام کرے، اور جن چیزوں سے ایمان چلا جاتا ہے اور کفر لازم آجاتا ہے، ان سے دور رہے، کیونکہ ایمان پر ثابت رہنا بھی نجات کے لئے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ الاحقاف ۱۳)

یعنی ''جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر بھی قائم رہے تو ان کو کچھ غم وخوف نہ ہوگا''

Z

C V B

اہلُ السنۃ والجماعۃ اور باطل فرقے

عقائد کی جو تفصیل پیچھے ذکر کی گئی، وہ تو ایمان وکفر کے اعتبار سے تھی۔
اور بعض عقائد وہ ہیں جو اہلُ السنۃ والجماعۃ اور باطل فرقوں کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والے ہیں آگے بڑھنے سے پہلے اہلُ السنۃ والجماعۃ اور باطل فرقوں کا معیار اور پہچان ذکر کی جاتی ہے۔
ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اِخْتِلَافاً كَثِيْراً فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ،تَمَسَّكُوْابِهَا وَعَضُّوْاعَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(مسنداحمد ، ابوداؤد ،ترمذی ، ابن ماجة، سنن دارمی)

ترجمه : بلا شبہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم پر (ایسے وقت) میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہیں ، اس سنت کو تم مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور اس کو اپنی ڈاڑھوں کے نیچے خوب دبا لینا، اور تم (دین میں) نئی نئی باتوں کے (پیدا کرنے) سے بچنا کیونکہ (دین میں) جو بھی نئی چیز نکالی جائے بدعت ہے۔اور ہر بدعت گمراہی ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت میں بہت زیادہ اختلاف پیدا ہو جائے گا، اور اس اختلاف سے مراد اعتقاد کا اختلاف ہے، ایسے وقت میں حضور ﷺ نے اپنی اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا ہے، اور بدعات سے منع فرمایا ہے۔ [1]

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت میں شدید اختلاف اور بہت زیادہ فرقے پیدا ہونے اور ان میں سے نجات والے فرقے کی اس طرح تفصیل بیان فرمائی:

---

[1] فسیری اختلافا کثیرا ای من ملل کثیر کل یدعی اعتقادا غیر اعتقاد الآخر اشارة الیٰ ظهور اهل البدع والاهواء (مرقاة ،باب الاعتصام بالکتاب)

لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ مَاأَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهُ عَلانِيَةً لَكَانَ فِيْ أُمَّتِيْ مَنْ يَصْنَعُ ذَالِكَ وَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلاثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا وَمَنْ هِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۵۶۵، واللفظ لهٗ؛ ابن ماجه، حدیث نمبر ۳۹۸۳؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۴۰۸؛ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۳۴۸۱)

ترجمہ: میری اُمت پر بعینہٖ وہ (حالات) ضرور پیش آئیں گے جو بنی اسرائیل کو پیش آئے یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کُھلے طور پر زنا کیا ہوگا، تو میری اُمت میں بھی کوئی ایسا کرے گا؛ اور بلا شبہ بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بَٹ گئے تھے اور میری اُمت تہتّر فرقوں میں بَٹ جائے گی، وہ سب فرقے جہنّمی ہوں گے، مگر ایک فرقہ (جہنّمی نہیں ہوگا، بلکہ جنتی ہوگا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ ایک فرقہ (جو جہنّم سے محفوظ رہے گا) کون سا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ (جہنّم سے نجات پانے والا فرقہ) وہ فرقہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس اُمت کا ایک فرقہ ناجیہ (جہنّم سے نجات پانے والا) ہے، اور باقی فرقے ناریہ (جہنّم میں جانے والے) ہیں۔

نبوت ختم ہوگئی، اور دین مکمل ہوگیا، اور حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمادی کہ میرے بعد میری اُمت میں اختلاف ہوگا، اور مختلف فرقے پیدا ہوں گے، وہ سب ناری وجہنمی ہوں گے، صرف ایک فرقہ ناجی اور جنتی ہوگا، اور یہ بھی بتلادیا کہ حق اور صداقت اور نجات کا معیار کیا ہوگا؟

یعنی ''مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ '' کہ جو فرقہ میرے طریقے پر اور میری صحابہ (جو حضور ﷺ کی تیار کردہ جماعت ہے) کے طریقے اور ان کے نقشِ قدم پر چلے گا، وہ ناجی یعنی نجات پانے والا ہوگا۔

بعض دوسری احادیث میں نجات پانے والے فرقے کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کے بجائے جماعۃ کا لفظ بیان فرمایا۔

چنانچہ ایک حدیث میں ارشادفرمایا:

اِفْتَرَقَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِوَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً فَاِحْدٰی وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ ، قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ اَلْجَمَاعَةُ (ابن ماجه حدیث نمبر ۳۹۸۲)

ترجمہ: یہودی (یعنی بنی اسرائیل) اکہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے، اوران میں سے ایک جنتی تھا، اورستّر جہنمی، اورنصاریٰ (یعنی عیسائی) بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے، ان میں سے اکہتّر جہنمی تھے اورایک جنتی، اورقسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی) میری امت ضرور بالضرورتہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی، جن میں سے ایک جنت میں جائے گا، اور بہتّر جہنم میں، عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ نجات پانے والے کون لوگ ہونگے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشادفرمایا: کہ وہ جماعت ہوگی (ترجمہ ختم)

ایک اورحدیث میں حضور ﷺ نے ارشادفرمایا:

اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً فَهَلَكَتْ سَبْعُوْنَ فِرْقَةً وَخَلَصَتْ فِرْقَةٌ وَّاحِدَةٌ وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی اِثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً فَتَهْلِكُ اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ وَتَخْلُصُ فِرْقَةٌ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ تِلْكَ الْفِرْقَةُ قَالَ اَلْجَمَاعَةُ اَلْجَمَاعَةُ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۰۲۲)

ترجمہ: بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے، پس ان میں سے ستّر فرقے جہنمی ہلاک ہوگئے اورایک فرقہ نے نجات پائی، اور بے شک میری امت بہتّر فرقوں

میں بٹ جائے گی، پس ان میں سے ایک اکہتّر فرقے تو ہلاک ہوجائیں گے، اور ایک فرقہ نجات پائے گا،صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے (دو مرتبہ) ارشادفرمایا: کہ وہ جماعت ہے جماعت ہے (ترجمہ ختم)

اس جماعت کی سب سے پہلی مصداق آپ ﷺ کی تیار کردہ جماعت ہے، جوصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہوگا جوحضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے طریقہ پر ہوگا۔ [1]

اور یہ نجات پانے والا فرقہ ہی اہلُ السنۃ والجماعۃ کہلاتا ہے۔

کیونکہ ان احادیث کی روشنی میں اہلُ السنۃ والجماعۃ وہ لوگ ہیں جوحضور ﷺ کی سنت اور صحابہ کی جماعت کے طریقے پر ہوں۔

اہلُ السنۃ والجماعۃ میں تین لفظ ہیں، ایک لفظ اہل ہے جس کے معنیٰ والے کے ہیں، اور دوسرا لفظ سنۃ ہے جس کے معنی طریقے کے ہیں اور تیسرا لفظ جماعۃ ہے جس سے صحابہ کی جماعت مراد ہے۔

اورامت کے تہتر فرقوں میں سے اول سے آخر تک جہنّم سے نجات پانے والا فرقہ جس کو فرقۂ ناجیہ کہا جاتا ہے یہی گروہ ہے اس کے علاوہ تمام فرقے (خواہ وہ کفر اور شرک کی حد میں داخل ہوں یا بدعت وہوا پرستی تک محدود ہوں) اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں۔ [2]

قرآن وسنت کا مفہوم اور اُس کے جوعلوم صحابۂ کرام نے سمجھے ہیں، وہی معتبر ہوں گے؛ اس کے خلاف کسی کا مفہوم معتبر نہیں ہوگا۔

---

[1] ثم انہ سئل ﷺ من الناجیۃ؟فقال فی حدیث ماانا علیہ واصحابی،وفی حدیث قال السواد الاعظم، وفی حدیث قال واحدۃ فی الجنۃ ،وھی الجماعۃ ،قلت انا :ومعانیھا واحدۃ ان شاء اللہ تعالیٰ (الشریعۃ للآجری باب ذکر افتراق الامم فی دینھم)

[2] اھلُ السنۃ والجماعۃ وھم الذین طریقتھم کطریقۃ رسول اللہ ﷺ واصحابہ رضی اللہ عنھم دون اھل البدع (مرقاۃ، باب ثواب ھٰذہ الامۃ)

اور اختلاف سے مراد عقائد واُصول کا اختلاف ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں عقائد واُصول کا کوئی اختلاف نہیں تھا، البتہ کچھ فروعی مسائل میں اختلاف تھا۔ [1]

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت حق تعالیٰ کی اطاعت کا نمونہ ہے، اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کا نمونہ ہیں، لہٰذا جس طرح سنتِ نبوی اور اسوۂ پیغمبری کو طریقۂ خداوندی سے جدا نہیں جا سکتا، اسی طرح اسوۂ صحابہ کو اسوۂ نبوی سے جدا نہیں کیا جا سکتا، اللہ تعالیٰ کا دین اور اس کے احکام ہم تک انہیں دو واسطوں سے پہنچے ہیں۔

قرآن مجید میں حضور ﷺ کے صحابہ کی جابجا تعریف کی گئی ہے، لہٰذا نجات پانے والا فرقہ وہ ہوگا، جو ان دو واسطوں کو مانتا ہوں، یعنی حضور ﷺ کی سنت اور صحابۂ کرام کے طریقہ کو۔

اسلام کے نام پر جتنے بھی باطل اور گمراہ فرقے پیدا ہوئے، وہ انہی دونوں یا ان میں سے کسی ایک چیز کو چھوڑنے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔

بعض باطل فرقوں نے تو نعوذ باللہ تعالیٰ صحابۂ کرام کو کافر اور گمراہ قرار دے دیا، اور بعض نے کچھ صحابۂ کرام کو کافر وگمراہ قرار دے دیا، اور بعض نے صحابۂ کرام کو معیارِ حق نہیں سمجھا۔

اہلُ السنۃ والجماعۃ نے سنتِ نبوی کو بھی لیا، اور تمام صحابہ واہلِ بیت کو اپنا اسوہ اور قدوہ بنایا، اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مقابلہ میں تمام فرقے اہلِ بدعت واہلِ ہواء کہلائے۔

حضراتِ فقہاء، محدثین، متکلمین، اولیاء اور عارفین سب اہلُ السنۃ والجماعۃ ہیں، اصولِ دین میں سب متفق ہیں، اگر کچھ اختلاف بھی ہے تو وہ فروعی اور جزئی ہے، اصولی نہیں ہے۔

اس زمانہ میں اہلُ السنۃ والجماعۃ وہ حضرات ہیں، جو ان چار فقہائے کرام یعنی امام ابوحنیفہ، امام

[1] وانما اجتمع اصحابه على مسائل الاصول فانه لم يروعن واحد منهم خلاف ما اشرنا اليه فى هذاالكتاب، فاما مسائل الفروع فماليس فيه نص كتاب ولا نص سنة فقد اجتمعوا على بعضه واختلفوا فى بعضه، فما اجمعوا عليه ليس لاحد مخالفتهم فيه، وما اختلفوا فيه فصاحب الشرع هو الذى سوغ لهم هذا النوع من الاختلاف حيث امرهم بالاستنباط وبالاجتهاد مع علمه بان ذلك يختلف، وجعل للمصيب منهم اجرين وللمخطئ منهم اجراواحدا، وذالک على مايحتمل من الاجتهاد، ورفع عنه مااخطأفيه (الاعتقاد للبيهقى ج ا ص ۲۴۱)

شافعی، امام مالک اور امام احمد ابنِ حنبل رحمہم اللہ کے پیروکار ہیں، کیونکہ اِن میں بھی باہم عقائد واُصول کا باہم کوئی اختلاف نہیں، البتہ کچھ فروعی مسائل میں اختلاف ہے، جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا، اس لیے عقائد واصول میں اتفاق کی وجہ سے یہ سب ایک ہی فرقے میں داخل ہیں نیز ان فقہائے کرام میں سے بعض نے صحابہ کے زمانے کو پایا، اور بعض نے تابعین کے زمانے کو پایا ہے، اور اس اعتبار سے بعض فقہائے کرام تابعین اور بعض تبع تابعین میں شامل ہیں، اور ان تینوں زمانوں کے درجہ بدرجہ خیر والا ہونے کی حضور ﷺ نے بشارت سنائی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ (بخاری حدیث نمبر ۳۳۷۷)

ترجمہ: میری بہترین امت میرے زمانے والی ہے (یعنی صحابۂ کرام) پھر (دوسرے درجہ میں) وہ لوگ ہیں جو ان (میرے زمانہ کی امت یعنی صحابۂ کرام) کے زمانہ سے ملے ہوئے ہیں (یعنی تابعین) پھر (تیسرے درجہ میں) وہ لوگ ہیں جو ان (تابعین) کے زمانہ سے ملے ہوئے ہیں (یعنی تبع تابعین) (ترجمہ ختم)

ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ (بخاری حدیث نمبر ۲۴۵۸، وحدیث نمبر ۳۳۷۸، مسلم حدیث نمبر ۶۴۰۱)

ترجمہ: لوگوں میں بہترین میرا زمانہ ہے (یعنی صحابۂ کرام کا) پھر (دوسرے درجہ میں) وہ لوگ ہیں جو ان (میرے زمانہ کے لوگ یعنی صحابۂ کرام) کے زمانہ سے ملے ہوئے ہیں (یعنی تابعین) پھر (تیسرے درجہ میں) وہ لوگ ہیں جو ان (تابعین) کے زمانہ سے ملے ہوئے ہیں (یعنی تبع تابعین) (ترجمہ ختم)

لہٰذا ان فقہائے کرام کی جماعت سے باہر ہونا بدعت ہے، کیونکہ خیر والے زمانہ کی اتباع کا طریقہ انہی حضرات کی پیروی میں ہے، اور ناقص کو کامل کی اتباع ضروری ہے اور جو مریض معالج کی اتباع نہ کرے اس کا انجام خسارہ ہے (عقائد الاسلام ادریسی، حصہ اول ص ۱۷۶)

سنت و بدعت

اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مقابلہ میں اہلِ بدعت کا لفظ آتا ہے، اور سنت کے مقابلہ میں بدعت کا لفظ آتا ہے۔

سنت کے معنٰی لغت میں طریقہ کے ہیں۔

اور شریعت کی زبان میں:

سنت دین کے اس طریقہ کو کہتے ہیں، کہ جو حضورﷺ کے ذریعہ سے ہمیں معلوم ہوا ہو۔

اور سنت کا اطلاق صحابۂ کرام کے عمل اور ان کے طریقہ پر بھی آتا ہے، خاص کر وہ طریقہ جس پر خلفائے راشدین نے عمل کیا ہو۔

کیونکہ صحابۂ کرام اور خاص کر خلفائے راشدین کے عمل اور طریقہ کا سنت ہونا بھی حضورﷺ کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے، اور حضورﷺ نے ان کے طریقے کو سنت قرار دیا ہے اور اس جماعت کو جہنّمی فرقوں کے مقابلے میں فرقۂ ناجیہ فرمایا ہے۔

سنت کے مقابلہ میں بدعت آتی ہے، اور بدعت لغت میں ہر نئی چیز کو کہتے ہیں جس کی مثال پہلے سے موجود نہ ہو، اور شریعت کی خاص زبان میں بدعت کے معنٰی یہ ہیں کہ:

دین میں کوئی ایسی بات نکالی جائے کہ جو حضورﷺ سے قولی و فعلی طریقہ پر صراحتاً و اشارتاً ثابت نہ ہو۔

اور اس کو دین سمجھ کر اختیار کیا جائے۔ [۱]

بدعت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

---

[۱] اور ظاہر ہے کہ جو چیز حضورﷺ کے قول و فعل سے صراحتاً یا اشارتاً ثابت ہو، وہ شریعت سے ثابت شدہ کہلاتی ہے، جس میں صحابۂ کرام، تابعین اور اتباعِ تابعین کے تینوں زمانے شامل ہیں، کیونکہ حضورﷺ نے ان تینوں زمانوں کے خیر ہونے کی بشارت سُنائی ہے۔

اسی لیے صحابہ و تابعین اور اتباعِ تابعین کے زمانے میں جو عمل بلانکیر رائج ہوا، اُس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔

ایک اعتقادی، دوسری عملی

اعتقادی بدعت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یا گروہ ایسے عقائد ونظریات رکھے، جو شریعت سے ثابت نہ ہوں۔

پھر اعتقادی بدعت کے مختلف درجات ہیں، بعض کفر کی حدوں تک پہنچا دیتے ہیں، مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی (نعوذ باللہ تعالیٰ) نبوت کا دروازہ کھلا ہے، یا یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

اور اعتقادی بدعت کے بعض درجات کفر کا سبب تو نہیں، البتہ فسق اور گمراہی کا سبب ضرور ہیں۔

اور عملی بدعت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یا گروہ ایسے اعمال اختیار کرے، جو شریعت سے ثابت نہ ہوں۔

بدعت شریعت کی نظر میں بہت سخت گناہ ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَیْسَ فِیْهِ فَهُوَ رَدٌّ(صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۴۹۹،ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۹۰واللفظ لهما، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۲۴۲،ابنِ ماجه حدیث نمبر ۱۴،مسندِ احمد حدیث نمبر ۲۴۸۴۰،بلفظ مالیس منه)

ترجمہ: جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالے، جو دین میں نہ ہو تو وہ مردود ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں احداث یعنی نئی بات نکالنے سے مراد بدعت ہے، اور اس حدیث میں ''فِیْ اَمْرِنَا'' کی قید لگی ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ شرعی اعتبار سے جو بدعت ضلالت وگمراہی ہے، وہ ہے جو کہ دین میں نئی بات نکالی جائے، دین میں اس کو شامل وداخل کیا جائے۔

اور الغرض یہ کہ اس کو دین سمجھ کر ثواب کی امید پر کیا جائے۔

اور دین کے کام سے وہ کام مراد ہے، جس کا تعلق اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے ہو،

اورآخرت میں نفع دینے کی امید پر اس پرعمل کرے، یا آخرت کے نقصان سے ڈرکراس عمل سے بچے اور پرہیز کرے، اور یہ سمجھے کہ میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے قرب اوراس کی رضا کا ذریعہ ہے۔

اور جوعمل ''فِيْ اَمْرِنَا ''یعنی دین میں داخل نہ ہو، بلکہ ''فِيْ غَيْرِ اَمْرِنَا''یعنی دین سے خارج ہو،یا ''لِاَمْرِنَا''یعنی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہوتو وہ شرعی اعتبار سے بدعت نہیں۔

چنانچہ جس چیز کا دین سے تعلق نہ ہو جیسے ریل، ہوائی جہاز، جدید اسلحہ وغیرہ تو وہ شرعاً بدعت نہیں۔

اوراگر وہ کسی دوسرے شرعی حکم کے خلاف نہ ہو،تو جائز ہے۔

کیونکہ ان کاموں کو دین سمجھ کر اختیار نہیں کیا جاتا۔

اوراسی طرح جو کام دین کی حفاظت وبقاء کے لئے ہو جیسے احادیث،تفسیر اورفقہ کی ترتیب وتدوین اور درسِ نظامی اور دینی مدارس کا قیام، وہ بھی شرعی اعتبار سے بدعت نہیں (بلکہ جس درجہ کی حفاظت وبقاء ہو،اسی کے اعتبار سے اس کا بھی شرعی درجہ ہے)

(والتفصیل فی ''عقائدالاسلام ادریسی'' حصہ اول ص از ۱۸۵ تا ۱۹۰)

b

n

m

ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصَّل

ایمان کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصَّل کے عنوان سے دو قسم کے ایمانی کلمات ذکر کئے جاتے ہیں، ایمانِ مجمل میں دراصل اجمالی اور مختصر انداز میں ایمان کی حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے، اور ایمانِ مفصَّل میں اسی حقیقت کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔
اس فرق کی وجہ سے ایک کا نام ایمانِ مجمل اور دوسرے کا نام ایمانِ مفصَّل قرار دیا گیا ہے۔

ایمان مجمل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَاھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ۔

ترجمہ: میں ایمان لایا (دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

فائدہ: اس ایمانِ مجمل میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کرنے کا ذکر ہے۔ [۱]

---

[۱] یاد رہنا چاہیے کہ کلمۂ طیبہ جس کا مضمون یہ ہے:
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔
اور کلمۂ شہادت جس کا مضمون یہ ہے:
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔
ان دونوں کلموں میں بھی ایمانِ مجمل کی طرح مختصر لفظوں میں ایمان کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔
چنانچہ پہلے کلمے میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا بیان ہے، اور دوسرے کلمے میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور شرک سے براءت اور رسول اللہ ﷺ کی عبدیت ورسالت کا بیان ہے؛ اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے ہی اللہ تعالیٰ کے احکامات ہم تک پہنچے ہیں، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی رسالت میں اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کو قبول کرنے کا ذکر داخل ہے۔

آ گے ایمانِ مفصل میں جو جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے احکام قبول کرنے میں داخل ہیں۔

ایمانِ مفصَّل یہ ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِوَالْقَدْرِخَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

ترجمہ: میں ایمان لایا (دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر۔ [1]

---

[1] قرآن وحدیث میں مختلف مقامات پر ایمانِ مفصل کے اصولوں کو بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ. کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ. لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ. وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا. غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ(سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۸۵)

اس میں پانچ چیزیں یہ ذکر کی گئی ہیں:

(۱)ایمان با للہ (۲)ایمان بملائکتہ (۳)ایمان بکتبہٖ(۴)ایمان برسلہ (۵)ایمان بالیوم الآخر(بقولہ تعالیٰ "الیک المصیر")

اور سورہ نسآء میں ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًام بَعِیْدًا(سورۃ نسآء آیت نمبر ۱۳۶)

اس میں بھی مندرجہ ذیل پانچ چیزیں ذکر کی گئی ہیں:

(۱)ایمان باللہ (۲)ایمان بملائکتہ (۳)ایمان بکتبہٖ(۴)ایمان برسلہ (۵)ایمان بالیوم الآخر

اور مختلف سندوں سے روایت کی گئی حدیثِ جبریل کی ایک سند میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:

قال فاخبرنی عن الایمان؟قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ الخ(مسلم حدیث نمبر ۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فائدہ: اس ایمانِ مفصل میں سات چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔
اس لیے ان سات چیزوں کی تفصیل کو جاننے کی ضرورت ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ ﴾

اس میں مندرجہ ذیل چھ چیزیں ذکر کی گئی ہیں:
(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بملائکتہ (۳) ایمان بکتبہٖ (۴) ایمان برسلہ (۵) ایمان بالیوم الآخر (۶) ایمان بالقدر خیرہ وشرہ
جبکہ مسلم شریف کی ایک دوسری حدیث کے مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:
قال یارسول اللہ ماالایمان؟ قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ و کتابہ ولقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث وتؤمن بالقدر کلہ الخ (مسلم حدیث نمبر ۱۱)
اس میں مندرجہ ذیل سات چیزیں ذکر کی گئی ہیں:
(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بملائکتہ (۳) ایمان بکتبہٖ (۴) ایمان برسلہ (۵) ایمان بالیوم الآخر (بقولہ ولقائہ) (۶) ایمان بالقدر کلہ (ای خیرہ وشرہ) (۷) ایمان بالبعث (ای بعد الموت)
مذکورہ قرآنی آیات واحادیث میں کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں اصولی انداز میں پانچ چیزیں ذکر کی گئی ہیں، اور آگے احادیث میں بعض ایسی چیزوں جو زیادہ اہمیت کی حامل تھیں، الگ سے ذکر کردیا گیا ہے۔
اور ایمانِ مفصل کے اجزاء یا اصولوں کو بیان کرنے والے حضرات نے بھی دونوں طرزِ عمل اختیار کئے۔
چنانچہ ایمانِ مفصل کو بیان کرتے ہوئے بعض حضرات نے سورہ بقرہ وسورہ نسآء کی آیات کے مطابق پانچ اصول ذکر کئے ہیں، اور بعض حضرات نے حدیثِ جبریل کی بعض اسناد کے پیشِ نظر چھ بیان کئے ہیں، جبکہ بعض حضرات نے حدیثِ جبریل کی بعض اسناد کے پیشِ نظر سات اصول ذکر کئے ہیں، جیسا کہ مشہور ومعروف ایمانِ مفصل میں سات اصول مذکور ہیں۔
ان میں باہم کوئی تعارض نہیں، کیونکہ تقدیر پر ایمان کو ایمان باللہ میں شامل کیا جاسکتا ہے، اور ایمان بالیوم الآخر والبعث بعد الموت کو بھی ایک ہی اصل میں جمع کرنا ممکن ہے، کماسیأتی۔
اور جن حضرات نے پانچ سے زائد اصول قرار دیئے، ان اصولوں میں پانچ تو وہی ہیں جو سورہ بقرہ وسورہ نسآء کی آیات میں ذکر کئے گئے، اور باقی قرآن مجید کی دوسری آیات واحادیث کو پیشِ نظر رکھ کر شامل کئے گئے ہیں۔
پھر بعض حضرات نے ایمان بالیوم الآخر والبعث بعد الموت کو ایک ہی اصل میں جمع کرلیا ہے، **وھو لایبعد کما لایخفیٰ علی اھل العلم**، جس کی وجہ سے تعداد چھ کو پہنچ گئی ہے۔
اور بعض حضرات نے ''ایمان بالیوم الآخر'' کو الگ اور ''والبعث بعد الموت'' جو الگ اصل قرار دے دیا ہے، جس کی وجہ سے تعداد سات کو پہنچ گئی ہے۔

عقیدوں کا بیان

ایمانِ مفصل میں بیان شدہ ان سات چیزوں پر اُسی تفصیل کے مطابق ایمان لانا معتبر اور ضروری ہے، جو تفصیل قرآن وسنت میں بیان کر دی گئی ہے، اور اہلِ علم حضرات نے قرآن وسنت میں پھیلی ہوئی تفصیلات کو اصولی طور پر الگ الگ جمع فرما دیا ہے۔

اب آگے ایمانِ مفصل میں مذکورہ اصولوں کی الگ الگ عنوانوں کے تحت تشریح وتفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

مگر یاد رہے کہ آنے والے تفصیلی عقائد ونظریات میں بعض وہ ہیں جن کا انکار کرنے والا ایمان واسلام سے تو خارج نہیں ہوتا لیکن سخت گناہ گار اور بہت سی صورتوں میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کے طبقہ سے (جس کو حضور ﷺ نے ستر سے زیادہ فرقوں کے مقابلہ میں نجات پانے والا قرار دیا ہے) خارج ہو جاتا ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ

(اللہ تعالیٰ سے متعلق ایمان وعقائد)

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لایا جائے۔ جس کی کچھ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

عقیدہ نمبر۱: اللہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے، وہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں۔

عقیدہ نمبر۲: اللہ تعالیٰ کے دو طرح کے نام ہیں، ایک ذاتی، دوسرے صفاتی۔

ذاتی نام اللہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام بہت سارے ہیں؛ احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام بتلائے گئے ہیں، جو کہ مشہور ہیں۔

یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کی کامل صفات کی بنیاد اور اصل ہیں۔

عقیدہ نمبر۳: اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، ہر چیز پر اسکو قدرت ہے۔ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

عقیدہ نمبر۴: اللہ تعالیٰ اپنے ارادے واختیار سے جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ جو ارادہ کرتا ہے، کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ اور کوئی اُس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں۔

عقیدہ نمبر۵: اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی ہر جگہ سے ہر بات کو سُنتا ہے، بیک وقت انسانوں، فرشتوں، جنوں، جانوروں، پرندوں، درندوں، پانی میں مچھلیوں، کیڑے مکوڑوں اور دوسری تمام مخلوق کی ہر طرح کی آواز اور بات کو اپنی خاص قدرت سے سُنتا اور سمجھتا ہے۔

عقیدہ نمبر۶: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے، خواہ کوئی چیز روشنی میں ہو، یا اندھیرے میں ہو، دن میں ہو یا رات میں ہو، بڑی ہو یا چھوٹی ہو؛ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی نظرِ قدرت سے چُھپی ہوئی نہیں۔

عقیدہ نمبر۷: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بلا شرکتِ غیرے خالق و مالک ہے، وہی ہر چیز کو پیدا کرتا، اور وجود میں لاتا ہے، جس کو چاہتا ہے، وجود بخشتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے، فنا اور معدوم کر دیتا ہے۔

تمام عالم پہلے بالکل غیر موجود اور نا پید تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا، اور جب وہ چاہے گا، اس کو فنا کر دے گا۔

عقیدہ نمبر۸: اللہ تعالیٰ عرش پر اپنی خاص شان کے ساتھ مستوی ہے، جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

عقیدہ نمبر۹: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز بعید اور دُور نہیں؛ اُس کا علم، سمع، بصر اور دوسری قدرتیں ہر ہر چیز سے بہت قریب ہیں۔

عقیدہ نمبر۱۰: اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص، عیب، کمزوری ومحتاجی اور تمام بشری تقاضوں مثلاً پیدا ہونے، بیماری، صحت، بچپن، جوانی، بُڑھاپے، نیند، اونگھ، تھکاوٹ اور بھول چوک وغیرہ سے پاک ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا نہ اسکی کوئی بیوی اور اولاد ہے۔

تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں۔

عقیدہ نمبر۱۱: اللہ تعالیٰ اپنی خاص شان کے مطابق کلام فرماتا ہےلیکن اسکا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں۔

عقیدہ نمبر۱۲: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہےاور ہمیشہ رہے گا،نہ اُس کی ابتدا ہے،اور نہ انتہا؛وہی اَزلی بھی ہےاور اَبدی بھی۔

عقیدہ نمبر۱۳: اللہ تعالیٰ ایک ہے،اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔

وہ اپنی ذات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے،اور اپنی صفات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے،نہ کوئی اُس کی ذات میں شریک ہے،اور نہ صفات میں۔

کوئی چیز اسکے مثل نہیں۔وہ سب سے نرالا ہے۔

عقیدہ نمبر۱۴: اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی عبادت کے لائق ہے،اُس کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

عقیدہ نمبر۱۵: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔اور وہی ہر مشکل سے نجات دیتا ہے،اور حاجت روائی کرتا ہے۔بندوں کے گناہوں کو بخشتا ہے۔ بہت دینے والا ہے۔عبادت کی قدر کرنیوالا ہے۔دعا کو قبول کرنے والا ہے۔روزی پہنچانے والا ہے جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے۔جس کو چاہے پست کردے جس کو چاہے بلند کردے۔جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے۔جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

عقیدہ نمبر۱۶: اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو پیدا کیا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔اور وہی قیامت میں سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

عقیدہ نمبر۱۷: اللہ تعالیٰ کو نشانیوں اور صفتوں سے جانا پہچانا جاتا ہے۔اس کی ذات کی باریکی کو نہیں جانا جا سکتا۔

عقیدہ نمبر۱۸: اللہ تعالیٰ کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔

عقیدہ نمبر۱۹: اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفتوں سے پاک ہے۔ اور قرآن وحدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے، مثلاً چہرہ، ہاتھ، پنڈلی وغیرہ؛ تو ان کے معنی اللہ کے حوالے کریں کہ وہی اسکی حقیقت جانتا ہے۔ اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے، وہ ٹھیک ہے اور حق ہے اور یہی بہتر ہے۔ یا اسکے کچھ مناسب معنیٰ لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجائے۔

عقیدہ نمبر۲۰: دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ان آنکھوں سے دیدار نہیں ہوسکتا؛ البتہ آخرت میں جنتی اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔

عقیدہ نمبر۲۱: اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کردے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔

عقیدہ نمبر۲۲: جو شخص شرک یا کفر کی حالت میں فوت ہوجائے، اس کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا، اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کردے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ. وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (سورۃ نسآء آیت نمبر ۱۱۶)

عقیدہ نمبر۲۳: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی بھی غیر اللہ کو شریک کرنا شرک ہے، جو کہ کفر کی ایک قسم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی میں کسی غیر اللہ کے شریک ہونے کا عقیدہ رکھا جائے، ایسے مشرک تو بہت کم ہیں۔

البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک کرنے والے بہت زیادہ ہیں، اور صفات میں شریک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفات جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہیں، ان میں کسی غیرُ اللہ کو شریک ٹھہرایا جائے۔

شرک کی بڑی بڑی چند صورتیں یہ ہیں:

(الف)......شرک فی العبادات: یعنی جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم اور بڑائی کے لئے مقرر فرمائیں ہیں، مثلاً نماز، رکوع، سجدہ، طواف، روزہ، قربانی، نذرومنت، ذکر ووظیفہ اور دعاء۔

ان میں سے کوئی عمل غیرُ اللہ کے لئے کرنا، شرک فی العبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳)

ترجمہ: اور آپ کے ربّ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور آپ عبادت نہ کریں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ. وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ انعام آیت نمبر ۱۶۲ و ۱۶۳)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین ہی کے لئے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے، اور میں پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہوں۔

(ب)......شرک فی القدرت والتصرف: یعنی اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہیں، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔

لہٰذا غیرُ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ روزی، اولاد، بارش، زندگی وموت، حاجت روائی، مشکل کشائی وغیرہ پر قادر ہے۔

ایسا عقیدہ شرک فی القدرت والتصرف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ. وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ

الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ . وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ. اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورہ اعراف آیت نمبر ۱۸۸)

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ لوگوں کو بتلا دیجئے کہ مجھے اپنے لئے بھی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں، مگر جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، اگر میں غیب جانتا تو کثرت سے بھلائی جمع کر لیتا، اور مجھ تک برائی نہ پہنچتی، میں تو صرف ایمان والوں کو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (سورہ جن آیت ۲۰تا۲۲)

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا، آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، آپ فرما دیجئے کہ مجھے کوئی اللہ سے ہرگز ہرگز نہیں بچا سکتا، اور میں اللہ کے سوا کہیں بچاؤ نہیں پاتا۔

(ج)......شرک فی العلم: اللہ تعالیٰ کا علم علمِ غیب ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر ہر چیز کا علم ہے۔

تو غیرُ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر ہر چیز اس کے علم میں ہے، اور اس کو ہر ہر چیز کی خبر ہے، یا وہ ہر چیز کو دیکھتا اور ہر بات و پکار کو سنتا ہے۔

یہ شرک فی العلم کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ . وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ . وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّ

لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورہ انعام آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا، اور جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وہ اس کو جانتا ہے، جو پتہ بھی گرتا ہے اسے بھی جانتا ہے، اور زمین کے نیچے اندھیروں میں کوئی دانہ (ذرہ) ایسا نہیں، اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں نہ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کسی اور صفت میں غیرُ اللہ کو شریک ماننا بھی شرک ہے۔

عقیدہ نمبر ۲۴: اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام جو مشہور ہیں، وہ ننانوے ہیں، اور ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اس طرح دونوں کو ملا کر سو کا عدد پورا ہو جاتا ہے۔

اور جنت کے بھی سو درجات ہیں، ان کو یاد کرنا اور ان کے معانی کو سمجھنا اور ان کی حقیقت دل میں بٹھانا، اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، اور دعائیں مانگنا کامیابی کا ذریعہ ہے۔

وہ سو نام یہ ہیں:

اَللّٰہُ (معبود برحق اور موجودِ مطلق) **اَلرَّحْمٰنُ** (نہایت رحم والا) **اَلرَّحِیْمُ** (بڑا مہربان) **اَلْمَلِکُ** (حقیقی بادشاہ، اپنی تدبیر اور تصرف میں مختارِ مطلق) **اَلْقُدُّوْسُ** (تمام عیبوں اور برائیوں سے پاک، فضائل اور خوبیوں کا جامع، اور عیبوں سے، اور مخلوقات کی صفات سے پاک) **اَلسَّلَامُ** (آفتوں اور عیبوں سے سالم اور سلامتی کا عطا کرنے والا، بے عیب) **اَلْمُؤْمِنُ** (مخلوق کو آفتوں سے امن دینے والا، اور امن کے سامان پیدا کرنے والا) **اَلْمُهَيْمِنُ** (ہر چیز کا نگہبان اور پاسبان) **اَلْعَزِيْزُ** (عزت والا اور غلبہ والا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا، اور نہ کوئی اس پر غلبہ پاسکتا ہے) **اَلْجَبَّارُ** (جبر اور قہر والا، ٹوٹے ہوئے کا جوڑنے والا اور بگڑے ہوئے کا درست کرنے والا، کوئی اسے مجبور نہیں کرسکتا) **اَلْمُتَكَبِّرُ** (انتہائی بلند اور برتر، یعنی بزرگ اور بے نیاز، جس کے سامنے سب حقیر ہیں) **اَلْخَالِقُ** (مشیت اور حکمت کے مطابق ٹھیک اندازہ کرنے والا اور اس کے مطابق پیدا کرنے والا) **اَلْبَارِئُ** (بغیر کسی اصل کے اور بلا کسی خلل کے پیدا کرنے والا) **اَلْمُصَوِّرُ** (طرح طرح کی صورتیں بنانے والا کہ ہر صورت دوسری صورت سے جدا اور ممتاز

ہے) اَلْغَفَّارُ (بڑا بخشنے والا، اور عیبوں کا چھپانے والا، اور پردہ پوشی کرنے والا) اَلْقَهَّارُ (بڑا قہر اور غلبہ والا، کہ جس کے سامنے سب عاجز ہیں، ہر موجود اس کے سامنے مقہور اور عاجز ہے) اَلْوَهَّابُ (بغیر غرض کے اور بغیر عوض کے بخشنے والا) اَلرَّزَّاقُ (بہت روزی دینے والا اور روزی کا پیدا کرنے والا) اَلْفَتَّاحُ (رزق اور صحت کا دروازہ کھولنے والا، اور مشکل کشائی کرنے والا) اَلْعَلِيْمُ (بہت جاننے والا، جس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہوسکتی، اس کا علم تمام کائنات کے ظاہر اور باطن کو محیط ہے) اَلْقَابِضُ (تنگی کرنے والا، جس کا رزق چاہے تنگ کردے) اَلْبَاسِطُ (فراخی کرنے والا، جس کا رزق چاہے کشادہ کردے اور کھول دے) اَلْخَافِضُ (پست کرنے والا، کہ جس کو چاہے پست کردے) اَلرَّافِعُ (بلند کرنے والا، جس کو چاہے بلند کردے) اَلْمُعِزُّ (عزت دینے والا، جس کو چاہے عزت دے) اَلْمُذِلُّ (ذلت دینے والا، جس کو چاہے ذلت دے) اَلسَّمِيْعُ (بہت سننے والا) اَلْبَصِيْرُ (بہت دیکھنے والا) اَلْحَكَمُ (حکم اور فیصلہ کرنے والا، کوئی اس کے فیصلہ اور حکم کو رد نہیں کرسکتا) اَلْعَدْلُ (انصاف کرنے والا، اس کی بارگاہ میں ظلم وستم کا نام ونشان نہیں) اَللَّطِيْفُ (باریک بین، اور نیکی ونرمی کرنے والا، ایسی خفیہ اور باریک چیزوں کا ادارک کرنے والا، جہاں کسی کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی) اَلْخَبِيْرُ (بڑا ہی آگاہ اور باخبر، ہر چیز کی حقیقت کی خبر رکھنے والا) اَلْحَلِيْمُ (بڑا ہی بردبار اور تحمل والا) اَلْعَظِيْمُ (بڑی ہی عظمت والا، جس کے مقابلہ میں سب ہیچ ہیں) اَلْغَفُوْرُ (بہت بخشنے والا) اَلشَّكُوْرُ (بڑا قدردان اور نیک عمل پر ثواب دینے والا) اَلْعَلِيُّ (بلند مرتبے والا، کہ اس سے اوپر کسی کا مرتبہ نہیں) اَلْكَبِيْرُ (بہت بڑا، کہ اس سے بڑی کسی چیز کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے) اَلْحَفِيْظُ (نگہبان، مخلوق کو آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے والا) اَلْمُقِيْتُ (مخلوق کو غذا اور روزی دینے والا، روح اور جسم دونوں کا مربّی اور رازق) اَلْحَسِيْبُ (ہر حال میں کفایت کرنے والا، قیامت کے دن بندوں سے حساب لینے والا) اَلْجَلِيْلُ (بزرگ قدر، یعنی تقدس کے ساتھ موصوف) اَلْكَرِيْمُ (بہت کرم اور بخشش والا، بغیر مانگے دینے والا، اور بہت زیادہ عطا کرنے والا) اَلرَّقِيْبُ (ہر چیز کی نگہبانی اور نگرانی کرنے والا اور ہر چیز پر نظر رکھنے والا) اَلْمُجِيْبُ (دعاؤں

کا قبول کرنے والا اور بندوں کی پکار کا جواب دینے والا) **اَلْـوَاسِـعُ** (وسیع علم اور وسیع نعمت والا، جس کا علم اور نعمت تمام چیزوں کو محیط ہے) **اَلْحَکِیْمُ** (حقائق اور رازوں کو جاننے والا، جس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، یعنی کامل علم کے ساتھ ہر عمل اور فعل عمدہ اور پختہ ہے) **اَلْـوَدُوْدُ** (نیک بندوں کو دوست رکھنے والا، خیر اور احسان کو پسند کرنے والا) **اَلْـمَجِیْدُ** (ذات اور صفات اور افعال میں بزرگ اور شریف) **اَلْبَاعِثُ** (مُردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھانے والا، سوتے ہوؤں کا جگانے والا) **اَلشَّهِیْدُ** (حاضر وناظر اور ظاہر وباطن پر مطلع) **اَلْحَقُّ** (ثابت اور برحق یعنی جس کی تمام صفات حق ہیں) **اَلْوَکِیْلُ** (کارساز، یعنی جس نے اس کی طرف اپنا کام سپرد کر دیا، اس کو بنانے والا) **اَلْـقَوِیُّ** (لامتناہی قوت والا، یعنی توانا اور زور والا، جس کو کبھی کمزوری لاحق نہیں ہوتی) **اَلْـمَتِیْنُ** (استوار اور شدید القوت، جس کی قوت میں کوئی مقابل اور شریک نہیں، اور جس کی قوت میں ضعف کا امکان نہیں) **اَلْـوَلِیُّ** (مددگار، دوست رکھنے والا، ایمان اور نیک اعمال والوں سے محبت اور ان کی مدد کرنے والا) **اَلْـحَمِیْدُ** (حمد وثناء اور ہر قسم کی تعریف والا) **اَلْـمُحْصِیُ** (عالَم کی مقدار اور شمار کو جاننے والا، ہر ہر ذرہ اور قطرے کو جاننے والا) **اَلْـمُبْدِئُ** (پہلی بار پیدا کرنے والا، اور عدم سے وجود میں لانے والا) **اَلْمُعِیْدُ** (دوبارہ پیدا اور زندہ کرنے والا) **اَلْمُحْیِیُ** (زندہ کرنے ولا) **اَلْمُمِیْتُ** (مارنے والا، جسم اور روح ہر ایک پر مقررہ وقت پر موت طاری کرنے والا) **اَلْـحَیُّ** (بذاتِ خود زندہ اور قائم بالذات، جس کی حیات اور زندگی کو کبھی زوال نہیں) **اَلْـقَیُّوْمُ** (کائناتِ عالَم کی ذات وصفات کا قائم رکھنے اور تھامنے والا، کہ تمام کائنات کا وجود اور ہستی اسی کے سہارے سے قائم ہے) **اَلْـوَاجِدُ** (غنی اور بے پروا، کہ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں، اور ہر چیز کو پانے والا کہ کوئی چیز اس کی دسترس سے باہر نہیں) **اَلْـمَاجِدُ** (بڑی بزرگی والا) **اَلْوَاحِدُ** (تنہا ویکتا، جس کا کوئی شریک نہیں) **اَلْاَحَدُ** (ذات وصفات میں یکتا، بے مثال اور بے نظیر) **اَلـصَّمَدُ** (سب سے بے نیاز، جو کسی کا محتاج نہیں، اور اس کے سب محتاج ہیں) **اَلْقَادِرُ** (ہر طرح کی قدرت والا، جس کو اپنے کام میں کسی مددگار کی ضرورت نہیں) **اَلْـمُقْتَدِرُ** (اپنی ذات میں کامل قدرت والا، جس کو کسی چیز کے کرنے میں دشواری نہیں، اور کوئی

چیز اس کی قدرت میں حائل نہیں) اَلْمُقَدِّمُ (نیک لوگوں اور دوستوں کو آگے کرنے والا) اَلْمُؤَخِّرُ (نافرمانوں اور دشمنوں کو پیچھے کرنے والا) اَلْاَوَّلُ (سب سے پہلا اور ازلی، جس سے کوئی چیز مقدم نہیں) اَلْآخِرُ (سب سے بعد والا یعنی حقیقی ابدی) اَلظَّاھِرُ (یعنی دلائل اور صفات سے بالکل واضح اور آشکارا) اَلْبَاطِنُ (یعنی اپنی پوری حقیقت کے لحاظ سے دنیا والوں پر مخفی اور پوشیدہ) اَلْوَالِیُ (تمام کاموں کا حقیقی متولی اور منتظم) اَلْمُتَعَالِیُ (بہت عالی شان اور بہت بلند و برتر کہ جہاں تک کسی کی رسائی نہیں) اَلْبَرُّ (نیکی اور احسان کرنے والا) اَلتَّوَّابُ (توجہ اور توبہ قبول کرنے والا) اَلْمُنْتَقِمُ (سرکشوں سے بدلہ لینے والا) اَلْعَفُوُّ (گناہوں کو درگزر کرنے اور مٹانے والا) اَلرَّؤُفُ (بڑا ہی مہربان، جس کی رحمت کی غایت اور نہایت نہیں) مَالِکُ الْمُلْکِ (ملک کا مالک، کہ جس طرح چاہے تصرف کرے، کوئی اس کے حکم اور تصرف کو روکنے والا نہیں) ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (صاحبِ عظمت وجلال، جس کا حکم جاری اور نافذ ہے، اور اس کی اطاعت لازم ہے، اور بندوں کو تعظیم وتکریم کرنے اور ان کو عزت دینے والا ہے) اَلْمُقْسِطُ (پوری طرح عدل وانصاف کرنے والا، مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینے والا) اَلْجَامِعُ (تمام متفرق چیزوں کو جمع کرنے والا) اَلْغَنِیُّ (پوری طرح غنی، جس کو کسی کی حاجت نہیں اور کوئی دوسرا اس سے مستغنی نہیں) اَلْمُغْنِیُ (دوسروں کو غنی کرنے اور دینے والا) اَلْمَانِعُ (روکنے اور باز رکھنے والا) اَلضَّارُّ (نقصان پہنچانے والا، حقیقی ضرر ونقصان اسی کے ہاتھ میں ہے) اَلنَّافِعُ (نفع پہنچانے والا، یعنی جس طرح وہ نقصان کا مالک ہے، اسی طرح نقصان کا بھی مالک ہے) اَلنُّوْرُ (بذاتِ خود ظاہر اور روشن، اور دوسروں کو ظاہر وروشن کرنے والا) اَلْھَادِیُ (راستہ دکھلانے اور بتلانے اور راستے پر چلانے والا) اَلْبَدِیْعُ (بے مثال اور بے نمونہ عالَم کا پیدا کرنے والا) اَلْبَاقِیُ (ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا، یعنی دائم الوجود جس کو کبھی فنا نہیں اور اس کے وجود کی کوئی انتہا نہیں) اَلْوَارِثُ (تمام موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد سب کا وارث ووالی) اَلرَّشِیْدُ (رہنمائے عالَم، یعنی دینی اور دنیاوی مصلحتوں میں عالَم کا رہنما) اَلصَّبُوْرُ (بڑا صبر کرنے والا، کہ نافرمانوں کے پکڑنے اور سزا دینے میں اور دشمنوں سے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا، بلکہ ان کو مہلت دیتا ہے)

وَمَلآئِکَتِہٖ

(فرشتوں سے متعلق ایمان وعقائد)

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لانے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

عقیدہ نمبر ۱: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا فرمایا ہے، اور وہ اپنے اس نورانی لطیف جسم کی وجہ سے انسانوں کو نظر نہیں آتے، اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو مختلف شکلوں میں تبدیل ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔

عقیدہ نمبر ۲: فرشتوں کے وجود کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔

عقیدہ نمبر ۳: فرشتوں میں توالد وتناسل (یعنی اولاد پیدا ہونے اور نسل چلنے کا) سلسلہ نہیں ہے، وہ مذکر ومؤنث یعنی نر ومادہ (مرد وعورت) کی صفت سے پاک ہیں۔

فرشتوں کے بارہ میں مکہ کے مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس گستاخانہ عقیدہ کی تردید فرمادی ہے۔

عقیدہ نمبر ۴: اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین، سمندروں، پہاڑوں اور فضاؤں کے بہت سے کام فرشتوں کے حوالے کئے ہیں، وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، جس کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں۔

مثلاً بعض فرشتے کراماً کاتبین ہیں، جو انسان کے اعمال لکھتے ہیں، بعض منکر نکیر ہیں جو قبر میں سوال وجواب کے لئے آتے ہیں، اسی طرح بے شمار کاموں میں فرشتے مقرر ہیں۔

عقیدہ نمبر ۵: فرشتے ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔

عقیدہ نمبر ۶: کوئی فرشتہ ذاتی طور پر کسی کے نفع ونقصان کا مالک نہیں، بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں

عقیدہ نمبر ۷: فرشتے تعداد میں بہت زیادہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی کو ان کی صحیح تعداد معلوم ہے۔

عقیدہ نمبر۸: فرشتوں میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں:

(۱)......حضرت جبرائیل علیہ السلام (جو کہ انبیائے کرام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لانے پر مقرر ہیں) **(۲)**......حضرت میکائیل علیہ السلام (جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش برسانے، غلہ اگانے ، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں) **(۳)**......حضرت اسرافیل علیہ السلام (جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت قائم ہونے کے لئے صُور پھونکنے پر مقرر ہیں، اور صُور پھونکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں) **(۴)**......حضرت عزرائیل علیہ السلام (جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کردہ اوقات کے مطابق مخلوق کی روح نکالنے پر مقرر ہیں)

عقیدہ نمبر۹: فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے، وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی، ان کو جنّ کہتے ہیں، یہ زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔

انسانوں کی طرح جنات بھی عقل وشعور کے مالک ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مکلّف و پابند ہیں۔

ان میں نر و مادہ، نیک و بد، مسلمان و کافر سب طرح کے افراد اور فرقے ہوتے ہیں، ان کے توالد وتناسل (یعنی اولاد ہونے اور نسل چلنے کا) سلسلہ بھی ہوتا ہے۔

جنات میں شریر لوگوں کا نام شیاطین ہے، ان میں سب سے زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے ابلیس انسانوں کی پیدائش سے پہلے بہت عبادت کیا کرتا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اسے فرشتوں کے ساتھ رہنے کی توفیق دی تھی۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کٹ حجتی سے کام لیا، جس کی وجہ سے اس کو ملعون ومردود قرار دیا گیا، اور اس کے بعد سے قیامت تک یہ لوگوں کو بہکانے اور غلط راستے پر لگانے کے کام میں مشغول ہے۔

جنات اور ابلیس کے وجود کا انکار کرنے والا بھی فرشتوں کے وجود کا انکار کرنے والے کی طرح اسلام سے خارج ہے۔

وَکُتُبِہٖ

(آسمانی کتابوں سے متعلق ایمان وعقائد)

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

عقیدہ نمبر۱: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے بڑی چھوٹی بہت سی کتابیں آسمان سے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے بہت سے پیغمبروں پر اتاریں، تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں سنائیں اور ان کے عقائد واعمال درست کریں۔

عقیدہ نمبر۲: اللہ تعالیٰ کی ان آسمانی کتابوں میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

(۱)......تورات (جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی) **(۲)**......زبور (جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی) **(۳)**......انجیل (جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی) **(۴)**......قرآن مجید (جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی)

عقیدہ نمبر۳: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اب اس کے بعد کوئی کتاب آسمان سے نہ آئے گی، قیامت تک قرآن مجید ہی کا حکم چلتا رہے گا۔

عقیدہ نمبر۴: آسمان سے نازل ہونے والی تمام کتابیں حق اور سچ تھیں، لیکن بعد میں لوگوں نے ان میں تحریف کی اور ان کو بدل دیا، چنانچہ اب قرآن مجید کے علاوہ کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی اور صحیح حالت میں موجود نہیں۔

عقیدہ نمبر۵: موجودہ تورات، انجیل اور زبور کے جو نسخے اس وقت موجود ہیں، وہ اصل آسمانی کتابیں نہیں، لہٰذا ان کے متعلق اصل آسمانی کتابیں ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

عقیدہ نمبر۶: قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے اور قیامت تک تحریف اور ردوبدل سے محفوظ رہے گا، قرآن مجید کی تحریف اور اس میں ردوبدل کا عقیدہ

رکھنا کفر ہے۔

عقیدہ نمبر ۷: قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور الفاظ ومعانی دونوں کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اس لیے قرآن مجید کے الفاظ اور معانی قیامت تک محفوظ رہیں گے۔

اور اسی وجہ سے عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں اس کی تلاوت کرنا، نماز پڑھنا یا عربی متن کے بغیر کسی دوسری زبان میں صرف اس کا ترجمہ لکھنا اور اس کو قرآن سمجھنا یا قرآن کا نام دینا غلط وناجائز ہے

اور اسی وجہ سے قرآن مجید کے معنیٰ ومطلب اپنی عقل ودرایت (اپنی سمجھ ورائے) سے نکالنا درست نہیں، بلکہ قرآن مجید کا مطلب ومراد سمجھنے کے لئے نقل اور روایت (حضورﷺ، صحابۂ کرام ومفسرینِ عظام سے نقل وروایت کا ہونا) ضروری ہے۔

عقیدہ نمبر ۸: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس کو مخلوق سمجھنا غلط ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: جب یہ معلوم ہو چکا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے، تو قرآن مجید میں بیان کردہ تمام چیزوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہوا، کیونکہ اس کے بغیر قرآن مجید پر ایمان لانا معتبر نہیں۔

لہٰذا قرآن مجید میں جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً نماز، روزہ، زکاۃ، حج اور دوسرے احکام، ان کو قبول کرنا۔

اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، مثلاً زنا، شراب، سود، چوری، ڈاکہ وغیرہ، ان کو گناہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔

X

وَرُسُلِهٖ

(رسولوں اور نبیوں سے متعلق ایمان وعقائد)

عقیدہ نمبر ۱: نبی اور رسول (اور فارسی زبان میں پیغمبر) اللہ تعالیٰ کی اُن برگزیدہ اور پاکیزہ ہستیوں کو کہا جاتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرماتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۲: نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اُس مقدس انسان کو کہا جاتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہے؛ اور وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کو پہنچاتے ہیں، اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا راستہ بتاتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۳: رسول اور نبی دونوں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہوتے ہیں، اور ان دونوں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ رسول کا درجہ نبی سے بڑھ کر ہوتا ہے، اور رسول کو نبی کے مقابلہ میں خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے، مثلاً نبی عام پیغمبر ہوتا ہے، خواہ اُسے آسمانی کتاب عطا کی جائے یا آسمانی کتاب کے بغیر ہی لوگوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ اپنا پیغمبر بنائیں اور ان پر اپنی وحی نازل فرمائیں۔

جبکہ رسول نبیوں میں عام طور پر وہ پیغمبر اور خاص ہستیاں ہوتی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ اپنی آسمانی کتاب عطا فرماتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۴: نبوت ورسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عطیہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں، اس منصب وعہدے پر فائز فرماتے ہیں؛ یہ منصب اور عہدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا

عقیدہ نمبر ۵: ہر رسول اور نبی معصوم ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۶: نبیوں کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول اور خاتم النبیین ہیں؛ اور آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

عقیدہ نمبر ۷: اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ تعداد میں انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے ہیں؛ ان کی اصل تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، البتہ احادیث میں ایک لاکھ سے زیادہ تعداد کا ذکر ملتا ہے نبیوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں ان پر بھی اور جو نہیں معلوم ان پر بھی۔

عقیدہ نمبر ۸: نبیوں میں بعض نبی دوسروں سے زیادہ مشہور ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام اسحٰق علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام داوٗد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام ایوب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام یونس علیہ السلام لوط علیہ السلام ادریس علیہ السلام ذوالکفل علیہ السلام صالح علیہ السلام ہود علیہ السلام شعیب علیہ السلام۔

عقیدہ نمبر ۹: پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آ سکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۰: نبیوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے ایسی نئی نئی اور مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں، مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا معجزہ، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا معجزہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو باغیچہ اور گلزار بنانے کا معجزہ، حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم بنانے کا معجزہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کو چرندوں پرندوں کی بولیاں سکھانے اور انسانوں اور جنوں کو ان کے تابع کرنے اور مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے کا معجزہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے عصا کو اژدھا وغیرہ بنانے کا معجزہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے اور پیدائش کے بعد فوراً کلام کرنے، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے وغیرہ کا معجزہ۔

حضورﷺ کے لئے قرآن مجید کی شکل میں عظیم معجزہ (جس کے مثل قیامت تک کوئی نہیں لاسکتا)
حضورﷺ کے اشارہ کے ذریعہ چاند کے دوٹکڑے ہونے کا معجزہ۔
اورمعراج کا معجزہ جس میں حضورﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچادیا

معجزہ کسی نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جو معجزہ چاہتے ہیں، نبی کے ذریعہ سے ظاہر فرمادیتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۱: ہر نبی کی تعظیم واحترام ضروری ہے، کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۲: جتنے بھی نبی ہوئے، سب کے سب انسانی نسل سے تعلق رکھتے تھے، یعنی بشر تھے؛ لیکن اس کے باوجود وہ ہر قسم کے گناہ وشر سے پاک تھے۔

عقیدہ نمبر ۱۳: کسی نبی کو (نعوذ باللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دینا یا کسی نبی کو اللہ تعالیٰ کی خاص صفات میں شریک کرنا کفر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۴: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی خاص قدرت سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا، اور انہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان پر زندہ اُٹھالیا؛ قیامت کے قریب وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، اور حضورﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر آپ کے اُمتی ہونے کی حیثیت سے عمل پیرا ہوں گے۔

عقیدہ نمبر ۱۵: غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے علم میں سے بہت سی غیب کی خبریں بتلائی ہیں، اور انبیائے کرام علیہم السلام کا علم اپنی اُمت کے تمام افراد سے زیادہ ہوتا ہے، اور حضورﷺ کو جو علم عطا فرمایا گیا، وہ دوسرے تمام نبیوں اور دوسری مخلوقات سے اعلیٰ وافضل تھا؛ لیکن ان سب نبیوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علمِ غیب کے مقابلے میں محدود تھا، اور اسی وجہ سے عالم الغیب ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفت میں کوئی بڑی سے بڑی اور مقدس ہستی شریک نہیں۔

عقیدہ نمبر ۱۶: رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں یہ بھی داخل ہے کہ جو چیزیں انہوں نے اپنے قول فعل سے بیان فرمائی ہیں، خواہ کسی عمل کے نیک ہونے کے اعتبار سے یا کسی عمل کے گناہ ہونے کے اعتبار سے، اُن چیزوں پر بھی ایمان لایا جائے، اور الغرض قرآن مجید اور کتابُ اللہ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بھی حجت سمجھا جائے۔

لہٰذا جو لوگ احادیث کا انکار کرتے ہیں اور اُن پر ایمان نہیں لاتے، اُن کے نبی پر ایمان کو کامل اور معتبر قرار نہیں دیا جائے گا۔

قرآن وحدیث کے بعد تیسری دلیل اجماعِ امت ہے، اور چوتھی دلیل شرعی قیاس ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے

عقیدہ نمبر ۱۷: مسلمان جب حضور ﷺ کی ہر طرح خوب اتباع اور تابعداری کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا، غرضیکہ شریعت پر اچھی طرح عمل کرتا ہے، تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں سَرزَد ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں۔

ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

جس طرح معجزہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا اظہار نبی کے ذریعہ فرماتے ہیں، اسی طرح کرامت میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کا اظہار ولی کے ذریعہ سے فرماتے ہیں، اور جس طرح معجزہ میں نبی کا اختیار نہیں ہوتا، اسی طرح کرامت میں ولی کا اختیار نہیں ہوتا کہ وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے کرامت اختیار کرلے۔

عقیدہ نمبر ۱۸: ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائے مگر نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ نمبر ۱۹: کوئی شخص کتنا بڑا متقی اور ولی کیوں نہ ہو جائے مگر جب تک ہوش وحواس باقی ہوں، شریعت کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی اور جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لئے درست اور جائز نہیں ہوجاتیں۔

عقیدہ نمبر ۲۰: جو شخص شریعت کے خلاف عمل کرتا ہو مثلاً کافر، منافق یا فاسق وفاجر یا بدعات کا

مرتکب، وہ اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہوسکتا، اگر اس کے ذریعے سے کوئی اچنبھے کی بات سَر زَد ہو، تو وہ کرامت نہیں؛ یا تو وہ جادو ہے یا شعبدہ بازی ہے، یا کوئی بھی نفسانی اور شیطانی دھندا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کا ولی سمجھنا یا اس سے عقیدت رکھنا سراسر گمراہی ہے۔

عقیدہ نمبر ۲۱: جادو کا وجود برحق ہے، اور یہ انسانوں پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے، مگر شرعاً اس کو اختیار کرنا جائز نہیں، اور بعض صورتوں میں کفر وشرک بھی لازم آ جاتا ہے۔

عقیدہ نمبر ۲۲: اللہ تعالیٰ کے ولی کو بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے حکم سے راز اور بھید کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف اور الہام کہتے ہیں؛ پھر اگر وہ کشف والہام شریعت کے موافق ہے تو ٹھیک ہے، اور اگر شریعت کے خلاف ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے پیغمبر حضور ﷺ کی جن جن مسلمانوں نے ایمان کی حالت میں صُحبت اُٹھائی ہے (خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ) اور پھر ایمان کی حالت میں اُن کا خاتمہ ہو گیا، ان کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں، اور یہ ہستیاں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل اور ولیوں میں سب سے بڑے ولی ہیں۔

عقیدہ نمبر ۲۴: صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا۔

عقیدہ نمبر ۲۵: تمام صحابۂ کرام سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہئے۔ اگر ان کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اس کو بھول چوک سمجھے۔ ان کی کوئی برائی نہ کرے۔

عقیدہ نمبر ۲۶: اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث کے ذریعے سے بندوں کو بتا دی ہیں، اور آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو معیارِ حق قرار دیا ہے، اور حضور ﷺ کی سنت اور صحابۂ کرام کی پیروی کرنے والے لوگ اہلُ السنۃ والجماعۃ کہلاتے ہیں۔ دین میں کوئی نئی بات نکالنا اور صحابۂ کرام کے طریقہ کو چھوڑ کر کسی اور طریقہ کو اختیار کرنا درست نہیں، سنت اور صحابۂ کرام کے خلاف کوئی اور طریقہ اختیار کرنا بدعت ہے اور ایسا شخص بدعتی ہے، جس کا اہلُ السنۃ والجماعۃ سے تعلق نہیں۔

عقیدہ نمبر۲۷: صحابۂ کرام میں سب سے افضل چار صحابی ہیں، اوران میں بھی بالترتیب ہر پہلے کا درجہ اگلے سے افضل ہے، وہ چار صحابۂ کرام جوکہ حضورﷺ کے خلفائے راشدین بھی ہیں، یہ ہیں:

(۱)......حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ (یہ حضورﷺ کے اوّل جانشین اوراول خلیفہ ہیں۔ تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں)

(۲)......ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ حضورﷺ کے دوسرے خلیفہ ہیں)

(۳)......ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ حضورﷺ کے تیسرے خلیفہ ہیں)

(۴)......ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ حضورﷺ کے چوتھے خلیفہ ہیں)

عقیدہ نمبر۲۸: حضورﷺ کے اہلِ بیت جس سے مراداولاداور بیویاں ہیں، سب احترام وتعظیم کے لائق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کی ازواجِ مطہرات کو دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل قراردیاہے، اورانہیں ہرقسم کی ظاہری وباطنی گندگی سے پاک قراردیاہے، اوران پرالزام تراشی کرنے والوں کو آخرت میں سخت عذاب اورلعنت کامستحق قراردیاہے (ملاحظہ ہو: سورہ احزاب آیت نمبر۳۲،۳۳، سورہ نور آیت۲۳تا۲۶)

عقیدہ نمبر۲۹: حضورﷺ کی اولادمیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، اور حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور بیویوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اوران کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کادرجہ ہے، پھر دوسری ازواجِ مطہرات کا۔

عقیدہ نمبر۳۰: نیک اعمال اورنیک ہستیوں کے نام کی برکت شامل کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا جائزہے، اس کوشرعی توسل کہاجاتاہے، یعنی مثلاً یہ دعا کی جائے کہ:

’’یااللہ! انبیائے کرام، صدیقین، شہداء، صالحین یاہمارے فلاں فلاں نیک اعمال کی برکت سے اس دعاکوقبول فرمالیجئے‘‘

مگربعض لوگ جوتوسل یاوسیلہ کے نام سے غیرُ اللہ سے براہِ راست دعاکرتے ہیں، یاکسی غیرُ اللہ

کو حاجت روا و مشکل کشا سمجھتے ہیں، یا ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری دعا پہلے فلاں ہستی کے پاس پہنچتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتی ہے وغیرہ وغیرہ، یہ شرعی توسل نہیں ہے، اور گناہ ہے، اور بعض صورتوں میں شرک ہے۔

عقیدہ نمبر ۳۱: شریعت کے بہت سے مسائل اور دلائل ہر شخص کو خود سے تحقیق کر کے سمجھ نہیں آتے، اور ان کے لئے سخت محنت کے ساتھ اجتہاد اور غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے ان مسائل میں ایسے اہلِ علم حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاتا ہے، جن کو قرآن وحدیث کے علم میں اجتہاد کی صلاحیت حاصل ہے، ایسے حضرات کو مجتہدین کہا جاتا ہے، اور اُن کی تحقیق پر عمل کرنے کو تقلید کہا جاتا ہے۔

تقلید کی حقیقت ہے ''ناواقف آدمی کا کسی جاننے والے پر اعتماد کر کے اس کے قول پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا''

اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی دین کی باتوں کی تحقیق کرنے کی بہت سے مجتہد فقہاء کو توفیق وسعادت بخشی، ان میں سے چار مجتہِد فقہاء زیادہ معروف ومشہور ہوئے، اور ان کی تحقیق پر امت کے بڑے بڑے محدثین، مفسرین، صوفیاء اور علماء نے اعتماد کا اظہار کیا اور ان کی تحقیق کو قبول کیا۔

ان چار شخصیات کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (جن کی ہم تقلید کرتے ہیں) **(۲)** حضرت امام شافعی رحمہ اللہ **(۳)** حضرت امام مالک رحمہ اللہ **(۴)** حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

تقلید کا مطلب کسی مجتہِد فقیہ کو شارع یعنی شریعت ساز قرار دینا نہیں، بلکہ شارح یعنی شریعت کی تشریح کرنے والا قرار دینا ہے، کیونکہ شریعت کی بہت سے چیزیں تشریح طلب ہیں، اور ان کی تشریح ہر ایک کے بس کی بات نہیں، اس کے لئے بہت سے علوم اور گہرائی کے ساتھ اجتہاد وغور وفکر کی ضرورت ہے

اُصولِ دین اور عقائدِ اسلام میں ان فقہاء حضرات کا کوئی اختلاف نہیں، صرف فروعی مسائل میں

اختلاف ہے، جس میں اُمت کے لیے بہت بڑی خیر ہے۔

عامۃُ النّاس کو ان فقہاء میں سے کسی ایک کی پیروی کرنا واجب ہے۔ [۱]

p

[۱] قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ نحل آیت نمبر ۴۳)

ترجمہ: اگر تم کو علم نہیں اہلِ علم سے سوال کرو۔

اس آیت میں ایک اہم ضابطہ بیان کیا گیا ہے، جو عقل اور نقل دونوں کے اعتبار سے درست ہے، کہ جو لوگ احکام کو نہیں جانتے وہ جاننے والوں سے پوچھ کر عمل کریں، اور نہ جاننے والوں پر فرض ہے کہ جاننے والوں کے بتلانے پر عمل کریں، اسی کا نام تقلید ہے، یہ قرآن کا واضح حکم بھی ہے، اور عقلاً بھی اس کے سوا عمل کو عام کرنے کی کوئی اور صورت نہیں ہوسکتی، امت میں صحابہ کے دور سے لے کر آج تک بلا اختلاف اسی ضابطہ پر عمل ہوتا آیا ہے، عوام کو جس طرح شرعی احکام کا خود سے علم نہیں ہوتا، اسی طرح ان میں دلائل کو سمجھنے اور پرکھنے کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی، اور تقلید اسی کا نام ہے، کہ نہ جاننے والا کسی جاننے والے کے اعتماد پر کسی حکم کو شریعت کا حکم قرار دے کر عمل کرے، یہ وہ تقلید ہے جس کے جائز بلکہ واجب ہونے میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں۔

جو احکام قرآن سنت میں صراحتاً مذکور نہیں یا جن میں آیاتِ قرآنی اور روایاتِ حدیث میں بظاہر کوئی تعارض نظر آتا ہے، یا جن میں صحابہ وتابعین کے درمیان قرآن وسنت کے معنیٰ متعین کرنے میں اختلاف پیش آیا ہے، یہ مسائل واحکام محلِ اجتہاد ہوتے ہیں، ان کو خاص زبان اور فقہاء کی اصطلاح میں مجتہد فیہ مسائل کہا جاتا ہے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ جس عالم کو اجتہاد کا درجہ حاصل نہیں، اس کو بھی ان مسائل میں کسی مجتہد امام کی تقلید ضروری ہے، صرف اپنی ذاتی رائے کے بھروسے پر کوئی مطلب نکالنا جائز نہیں (معارف القرآن ج ۵ ص ۳۴۵ و ۳۴۶ بتغیر)

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

(قیامت سے متعلق ایمان وعقائد)

یومِ آخرت یعنی قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کا دن اور اس کی سختیاں حق ہیں، اور فوت ہونے کے بعد برزخ میں پیش آنے والے اچھے و برے حالات برحق ہیں، مثلاً قبر میں منکر نکیر کا سوال وجواب اور سب کافروں اور بعض گنہگار مؤمنوں کو قبر کا عذاب ہونا اور نیک لوگوں کو راحت وآرام حاصل ہونا برحق ہے۔ [1]

عقیدہ نمبر۱: جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو سوال وجواب کے لئے اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے، پھر روح کا جسم کے ساتھ اتنا تعلق ضرور باقی رکھا جاتا ہے جس سے وہ راحت وعذاب کو محسوس کرسکے۔

عقیدہ نمبر۲: عالمِ برزخ میں ہر میت کو نیک وبد ہونے کے اعتبار سے راحت وعذاب کا احساس

---

[1] اصل قیامت کا دن تو وہی ہے، جس میں باقاعدہ حساب کتاب ہوگا، اور میزانِ عمل قائم ہوگی؛ لیکن موت پر بھی قیامت کا اطلاق کرلیا جاتا ہے، کیونکہ فوت ہونے کے بعد انسان عالمِ برزخ میں جاتا ہے، جو کہ عالمِ آخرت کا ہی ایک طرح سے حصہ ہے۔

وفیہ اشارۃ الی ان من مات فقد قامت قیامتہ فھی القیامۃ الصغریٰ الدالۃ علی القیامۃ الکبریٰ (مرقاۃ، باب البکاء والخوف)

فإن كل من مات فقد دخل في حكم الآخرة، وبعض الناس يقول: من مات فقد قامت قيامته، وهذا الكلام بهذا المعنى صحيح (النهاية فى الفتن لابن كثير، باب إشارة نبوية إلى أن الفتن ستفرق الأمة الخ)

وقيل: الساعات التي هي القيامة ثلاث: الساعة الكبرىٰ وهي بعث الناس للمحاسبة .... والساعة الوسطى وهي موت أهل القرن الواحد ...... والساعة الصغرىٰ: وهي موت الإنسان فساعة كل إنسان: موته وهي المشار إليها بقوله عزوجل "قد خسر الذين كذبوا بلقاء الله حتى إذا جاء تهم الساعة بغتة" ومعلوم أن هذا الخسر ينال الإنسان عند موته وعلى هذا روى أنه كان إذا هبت ريحٌ شديدة تغير لونه صلى الله عليه وسلم فقال: تخوفتُ الساعة وقال: "ماأمد طرفي ولا أغضها إلا وأظن الساعة قد قامت" بمعنى موته صلى الله عليه وسلم (تاج العروس، باب العين المهملة، مادة السوع)

ہوتا ہے، اور یہ راحت وعذاب کا احساس میت کی روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے، موت کے وقت جب روح نکالی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مناسب مقام وٹھکانے اور مستقر پر پہنچا دیتے ہیں، اور وہ مقام عالمِ برزخ کہلاتا ہے، جو مرنے سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کا زمانہ ہے، اس زمانے میں روح جس حال میں بھی ہو وہ عالمِ برزخ میں ہوتی ہے۔

عقیدہ نمبر۳: برزخ ایک پورا عالَم ہے، جس کے حالات انسان اور جنات سے مخفی اور پردہ میں رکھے گئے ہیں، اور برزخ کے معنیٰ پردہ اور آڑ کے ہی آتے ہیں۔

قبر بھی اس عالمِ برزخ کا ایک حصہ ہے، اور اگر کسی کو قبر میں دفن نہ کیا جائے تو میت یا اس کے جسم کے اجزاء (ہڈی مٹی، راکھ وغیرہ کی شکل میں) جہاں کہیں بھی ہونگے، اسی کو اس کی قبر کا حکم حاصل ہوگا۔

عقیدہ نمبر۴: جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو عالمِ برزخ میں اس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں؛ آ کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟

اگر مردہ ایماندار ہوا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے، اور اگر مردہ ایماندار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے خبر نہیں۔

اس طرح اگر میت ایماندار اور نیک ہو، تو اس کے لئے ہر طرح کی چین ہے، اس کے لئے جنت کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے، جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے اور سکون میں رہتا ہے، اور اگر میت ایماندار نہ ہو تو اس پر بڑی سختی اور عذاب ہوتا رہتا ہے۔

یہ سب باتیں میت ہی کو معلوم ہوتی ہیں؛ اور انسان اور جنات کے علاوہ باقی مخلوق میت پر عذاب ہونے کی حالت میں اس کی چیخ وپکار کو سنتی ہے۔

انسان اور جنات سے برزخ کے تمام حالات پردے میں رکھے گئے ہیں تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے۔

عقیدہ نمبر۵: قبر کا عذاب ہمیشہ کے لئے بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی، ہمیشہ کے لئے عذاب کفار

اور بڑے بڑے گناہ گاروں کو ہوگا، اور عارضی عذاب بعض لوگوں کو ایک مدت تک ہوگا پھر ختم ہوجائے گا، ختم ہونے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ جرم اور گناہ معمولی نوعیت کا ہوگا، کچھ عذاب دے کر اس کو ہٹا دیا جائے گا، یا عزیز رشتہ داروں کی دعا، صدقہ، استغفار اور ایصالِ ثواب سے بھی عذاب ختم کردیا جائے گا۔

عقیدہ نمبر۶: مردے کے لئے دعا کرنے اور شرعی اصولوں کے مطابق کچھ خیر خیرات دیکر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

جو شخص میت کو کسی بھی قسم کے ایصالِ ثواب کو نہ مانے، وہ اہلِ سنت والجماعت سے خارج اور بدعتی ہے؛ البتہ ایصالِ ثواب کے نام سے بدعت کا کرنا غلط ہے، اور اُس کا انکار در حقیقت بدعت کا انکار ہے، نہ کہ ایصالِ ثواب کا انکار۔

عقیدہ نمبر۷: برزخ وقبر میں جو ہر روح کو حیات حاصل ہوتی ہے اور اس کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، مومن کی روح وجسم کا تعلق کافر کی روح وجسم کے تعلق سے قوی ہوتا ہے، اور مومن متقی اور ولی کی روح وجسم کا تعلق عام مؤمن کی روح وجسم کے تعلق سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے، اور اسی طرح نیک ہونے کے اعتبار سے اس تعلق کی قوت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، یہاں تک انبیاء علیہم السلام کی روح اور جسم کا تعلق سب سے زیادہ قوی ہوتا ہے،

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم اپنی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کردیا ہے (ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ)

اور اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کی ازواجِ مطہرات سے کسی کو نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا، اور نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، اور اسی وجہ سے حضور ﷺ کے روضۂ اطہر پر کھڑے ہو کر جو شخص صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اور دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام فرشتوں کے ذریعہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

قبر مبارک میں زمین کا وہ حصہ جو حضور ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ لگا ہوا ہے تمام روئے زمین سے افضل ہے۔

عقیدہ نمبر۸: اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک دن قیامت کا مقرر ہے، اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور قیامت قائم ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

عقیدہ نمبر۹: حضور ﷺ نے قیامت قائم ہونے کی کچھ علامات اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں (جن کا ذکر آگے آتا ہے) جب قیامت کی ساری نشانیاں پوری ہوجائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔

چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے، یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ نُما شکل کی ہے، اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین وآسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے؛ تمام جاندار مخلوق مرجائے گی اور جو مرچکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہوجائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے، ایک مدت اسی کیفیت پر گذر جائے گی؛ بعض روایات کے مطابق یہ کیفیت چالیس سال تک قائم رہے گی۔

عقیدہ نمبر۱۰: پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو دوسری بار صور پھونکا جائے گا، اس سے پھر سب زندہ ہوجائیں گے، بحکمِ الٰہی قبروں میں موجود مُردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدانِ حشر (یعنی قیامت کے میدان) میں جمع ہونا شروع ہوجائیں گے۔

اور بہت سے اچھے وبُرے حالات پیش آئیں گے (جن کا ذکر ’’ وَالْـبَـعْـثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ‘‘ کی تشریح میں آئے گا)

عقیدہ نمبر۱۱: اللہ اوراس کے رسول نے قیامت سے پہلے قیامت کی جو جو نشانیاں بتائی ہیں، وہ ضرور ہونے والی ہیں۔

قرآن وحدیث میں قیامت کی جو بڑی چھوٹی بے شمار مختلف نشانیاں وعلامات بتلائی گئی ہیں، انہیں ہم تین مختصر قسموں میں جمع کرسکتے ہیں:

(۱)......علاماتِ بعیدہ یعنی دور وفاصلہ والی علامات **(۲)**......علاماتِ متوسطہ یعنی درمیانی درجہ کی علامات (جن کو علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامات بھی کہا جاتا ہے)

(۳)......علاماتِ قریبہ یعنی قریبی علامات (جن کو علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی علامات بھی کہا جاتا ہے)

(کذا فی الاشاعۃ لاشراط الساعۃ لمحمد البرزنجی رحمہ اللہ)

علاماتِ بعیدہ سے مراد وہ علامات ہیں جو کافی عرصہ پہلے ظاہر ہوچکی ہیں، اور انہیں علاماتِ بعیدہ اس لئے کہا جاتا ہے، کہ ان کے اور قیامت کے درمیان دوسری علامتوں کی بہ نسبت کچھ زیادہ فاصلہ ہے، مثلاً حضور ﷺ کی تشریف آوری، ختمِ نبوت اور چاند کے شق ہونے کا واقعہ، اور رسول اللہ ﷺ کا وصال وغیرہ، یہ قیامت کی علامات میں سے ہیں، لیکن یہ علاماتِ بعیدہ میں شامل ہیں۔ [۱]

علاماتِ متوسطہ (درمیانی درجہ کی علامات) وہ ہیں جو روزمرہ ظاہر ہوتی چلی جارہی ہیں، ان میں سے بہت سی علامات تو ظاہر ہوچکی ہیں، اور کچھ ظاہر ہونا باقی ہیں، اور ان علامات میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

ان علاماتِ متوسطہ یا علاماتِ صغریٰ میں سے بعض علامات یہ ہیں:

- کچھ لوگ قرآن مجید کو پڑھیں گے، مگر قرآن مجید ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا (مسلم)
- قرآن کے ''قاری'' بہت ہوں گے (جو اوپرے دل سے قرآن پڑھیں گے مگر اس کے معنیٰ ومطلب سے واقف نہ ہوں گے) مگر ''فقیہ'' (جو شرعی احکام کی سمجھ رکھتے ہیں) کم ہوں گے؛ علم کا قحط ہوجائے گا (کیونکہ اصحابِ علم دنیا سے رخصت ہوجائیں گے) (معجم طبرانی کبیر ومعجم اوسط)
- نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے، اور ناکارہ لوگ جن کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کریں گے، وہ باقی رہ جائیں گے (بخاری)
- (دین کا) علم اُٹھ جائے گا (جو کہ علماء کے اُٹھ جانے سے ہوگا) (بخاری)
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ختم ہوتا چلا جائے گا (شعب الایمان بیہقی، معجم کبیر طبرانی)
- ایسی عورتیں پیدا ہوں گی، جو (کہنے کو تو) لباس پہنے ہوئے ہونگی، لیکن (چونکہ لباس بہت باریک یا تنگ

---

[۱] قال اللہ تعالیٰ:
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (سورۃ قمر آیت نمبر ۱)
وقال تعالیٰ:
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱)
وقال تعالیٰ:
اَتٰی اَمْرُاللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (سورۃ نحل آیت نمبر ۱)
وقال رسول اللہ ﷺ:
بعثت انا والساعة کهاتین (بخاری، کتاب التفسیر والطلاق والرقاق)

ہوگا، یا جسم کے پورے ستر والے حصہ پر نہیں ہوگا اس لئے وہ) درحقیقت برہنہ ہونگی (لوگوں کو اپنے جسم کی نمائش اورلباس کی زیبائش سے اپنی طرف) مائل کریں گی (اور خود بھی مَردوں سے اختلاط کی طرف) مائل ہونگی، ان کے سر (فیشن کی وجہ سے) بختی اونٹ کے کوہان جیسے ہونگے، یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہونگی نہ جنت کی خوشبو ہی ان کو نصیب ہوگی، حالانکہ جنت کی خوشبو تو دُور دُور سے آ رہی ہوگی (مسلم)

- زلزلوں کی کثرت ہوجائے گی (بخاری)
- پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے (مصنف عبدالرزاق)
- زمانہ قریب قریب ہوجائے گا (یعنی اوقات میں برکت ختم ہوجائے گی اور وقت تیزی تیزی سے گزرنے لگے گا یا عمریں تھوڑی ہوجائیں گی) (بخاری)
- بہت سے فسادات ظاہر ہوجائیں گے (بخاری)
- ''ہرج''، یعنی قتل کی کثرت ہوجائے گی (بخاری)
- مال کی حد سے زیادہ کثرت ہوجائے گی (بخاری)
- کوئی صدقہ کا مستحق نہ ملے گا (مسلم)
- مال کی حرص کا یہ عالم ہوگا کہ مال کو حاصل کرتے وقت حلال وحرام کی تمیز نہ ہوگی (بخاری)
- تجارت عام ہوجائے گی (نسائی)
- سود اتنا عام ہوجائے گا کہ اگر کسی نے براہِ راست سود نہ بھی کھایا تب بھی سود کا بخار یا غبار (یعنی اثر) تو اسے بہرصورت پہنچ کر ہی رہے گا (اگرچہ اس صورت میں براہِ راست سود خوری کا مجرم نہ ہو لیکن پاکیزہ مال کی برکت سے تو محروم رہا) (ابوداؤد)
- نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے (ترمذی)
- لوگ دنیا کی طرف پورے میلان کے ساتھ جھک پڑیں گے (مصنف ابنِ ابی شیبہ)
- لوگ تعمیرات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں گے (یعنی عمارتوں میں مقابلہ کریں گے) (بخاری، کتاب الفتن)
- تعمیرات زمین کی سطح پر پھیل جائیں گی (مصنف ابنِ ابی شیبہ)
- جمعہ اور جمعہ کی نماز کو چھوڑا جائے گا (مسندِ احمد)

- ایسے لوگوں کی کمی ہوگی جن میں نماز پڑھانے کی صلاحیت ہو (ابوداؤد)
- مسجد سے گزرنے والے کو مسجد میں دو رکعت پڑھنے کی بھی توفیق نہ ہوگی (طبرانی، مصنف عبدالرزاق)
- بھائی بندوں میں باہم پھوٹ پڑ جائے گی (مصنف ابنِ ابی شیبہ)
- کچھ لوگ زنا، ریشم اور شراب اور آلاتِ موسیقی کو (خوشنما تعبیروں سے) حلال کرلیں گے (بخاری)
- مَرد مَردوں سے اور عورتیں عورتوں سے جنسی تسکین پر کفایت کریں گے (معاذ اللہ) (بیہقی فی شعب الایمان)
- عدالتی فیصلوں کی خرید و فروخت ہوگی (معجم طبرانی کبیر، مصنف عبدالرزاق، متدرک حاکم)
- بیوقوف لوگوں کی حکمرانی ہوگی (معجم طبرانی کبیر، مصنف عبدالرزاق، متدرک حاکم)
- پولیس کی کثرت ہوگی (معجم طبرانی کبیر، مصنف عبدالرزاق، متدرک حاکم)
- قطع رحمی عام ہوگی (معجم طبرانی کبیر، مصنف عبدالرزاق، متدرک حاکم)
- انسانی خون کی ناقدری ہوگی (یعنی قتل عام ہوگا) (معجم طبرانی کبیر، مصنف عبدالرزاق، متدرک حاکم)
- ایسی نسل پیدا ہوگی جو قرآن کو گانا بنائیں گے (معجم طبرانی کبیر، مصنف عبدالرزاق، متدرک حاکم)
- زبانیں نرم (اور میٹھی) ہوجائیں گی اور دل نیزوں کی طرح (خطرناک) ہوں گے (ابنِ ابی شیبۃ)
- گمراہ کن رہبر پیدا ہونگے جو خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (ترمذی، مسندِ احمد، ابوداؤد)
- لوگ زندگی سے تنگ آکر موت کی تمنا کریں گے (موطأ امام مالک)
- دنیا کی خاطر مساجد میں حلقے قائم کیے جائیں گے (معجم کبیر طبرانی)
- تجارت عام ہوجائے گی، حتیٰ کہ عورت (بجائے امورِ خانہ داری صحیح نبھانے کے) اپنے شوہر کی تجارت میں اس کا ہاتھ بٹھائے گی (مسند احمد)
- دین پر چلنا مشکل ترین اور کٹھن مرحلہ ہوجائے گا (ترمذی)
- تہ بہ تہ اندھیری رات کی طرح ایسے تاریک فتنے ہوں گے کہ آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے میں اپنا دین بیچتا پھرے گا (صحیح مسلم)
- دجل وفریب کرنے والے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، جو لوگوں کے سامنے ایسی نئی نئی باتیں

(اور جھوٹی حدیثیں) پیش کریں گے، جو لوگوں نے نہ خود سُنی ہوں گی اور نہ اُن کے آباؤ اجداد نے سُنی ہوں گی (مسلم)

ا تمام کافر قومیں مسلمانوں کو مٹانے کے لیے (مل کر سازشیں کریں گی اور) ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے دسترخوان پر کھانا کھانے والے (لذیذ) کھانے کی طرف ایک دوسرے کو بُلاتے ہیں، جبکہ مسلمان اس وقت تعداد میں بہت ہوں گے، البتہ مسلمان سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کے دل سے مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ نکال دیں گے اور مسلمانوں کے دلوں میں بزدلی پیدا ہوجائے گی، جس سے مُراد دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ہے (ابوداؤد، مسندِ احمد)

ا سنت واحادیث کا انکار کیا جائے گا، اور صرف قرآن مجید پر عمل کرنے کو کافی قرار دیا جائے گا (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ا تقدیر کا انکار کرنے والے لوگ پیدا ہونگے (معجم طبرانی کبیر، مسند طیالسی)

ا کچھ لوگ زنا کی خاص سزا رجم کا انکار کریں گے (مصنف عبدالرزاق، مسندِ احمد، مسند ابویعلیٰ الموصلی)

ا کچھ لوگ قبر کے عذاب کا انکار کریں گے (مسندِ احمد)

ا امیر طبقہ حج سیر وتفریح کے ارادہ سے کرے گا (گویا لندن و پیرس کی تفریح نہ کی، مکہ ومدینہ کی تفریح کر لی) اور متوسط (درمیانی) طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا اور قاریوں کا طبقہ دکھلاوے اور نام آوری کے لئے حج کرے گا اور فقیر وغریب طبقہ (بھیک) مانگنے کے لئے حج کرے گا (کنز العمال بحوالہ دیلمی)

ا حضور ﷺ کی امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی، اس جماعت کو نہ تو کوئی ملامت کرنے والا اور نہ ہی ان کی مخالفت کرنے والا کوئی نقصان پہنچا سکے گا (بخاری)

ایک روایت میں قربِ قیامت کی علامات اس طرح بیان کی گئی ہیں:

ا لوگ نمازیں غارت کرنے لگیں گے (یعنی نمازوں کا اہتمام نہیں رہے گا) ا امانت ضائع کرنے لگیں گے (یعنی امانت میں خیانت کی جانے لگے گی) ا سود کھانے لگیں گے (یعنی سود کا مال

استعمال کیا جائے گا) ۔ جھوٹ اور دوسرے کبیرہ گناہوں کو حلال سمجھنے لگیں گے (یعنی جھوٹ اور دوسرے گناہ حلال چیزوں کی طرح ایک فن اور ہنر بن کر عام ہوجائیں گے) ۔ معمولی معمولی باتوں پر قتل وغارت گری کریں گے (یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل کیا جائے گا) ۔ اونچی اونچی بلڈنگیں بنائیں گے ۔ دین فروخت کر کے دنیا جمع کریں گے (یعنی دین فروشی ہوگی) ۔ قطع رحمی کی جائے گی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی اور زیادتی ہوگی) ۔ انصاف نایاب ہوجائے گا (یعنی ڈھونڈے سے بھی انصاف نہیں ملے گا) ۔ جھوٹ سچ بن جائے گا (یعنی لوگ جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں گے) ۔ ریشم کا لباس پہنا جائے گا ۔ ظلم عام ہوجائے گا ۔ طلاقوں کی کثرت ہوگی ۔ ناگہانی موت عام ہوجائے گی (یعنی اچانک فوتگیاں ہونے لگیں گی) ۔ خیانت کرنے والوں کو امانت دار سمجھا جائے گا ۔ امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے گا ۔ جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا ۔ سچے کو جھوٹا کہا جائے گا ۔ بہتان اور تہمت درازی عام ہوجائے گی (یعنی ذرا ذرا سی بات پر بہتان تراشی اور تہمت درازی ہوگی) ۔ بارش کے باوجود گرمی ہوگی ۔ اولاد غم وغصہ کا سبب ہوگی (یعنی اولاد سے کراہیت اور نفرت ہوگی) ۔ امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں گے ۔ امانت دار لوگ خیانت کرنے لگیں گے ۔ قوم کے چوہدری اور سردار ظلم کا پیشہ اختیار کرلیں گے ۔ عالم اور قاری بداعمالیوں میں مبتلا ہوں گے ۔ لوگ بھیڑوں (اور اعلیٰ جانوروں) کی کھالوں کا لباس پہنیں گے، مگر ان لوگوں کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے، اور ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے ۔ سونا عام ہوجائے گا ۔ چاندی کی مانگ ہوگی ۔ گناہ زیادہ ہوجائیں گے ۔ امن وامان کم ہوجائے گا ۔ قرآن مجید کو آراستہ اور نقش ونگار کیا جائے گا ۔ مسجدوں میں نقش ونگار کئے جائیں گے اور اونچے اونچے مینار بنائے جائیں گے (یعنی ظاہر میں مساجد مزین اور آراستہ اور عالیشان عمارتوں پر مشتمل ہوں گی) مگر لوگوں کے دل ویران ہوں گے (یعنی دل اللہ تعالیٰ کے ذکر وغیرہ سے غافل ہوں گے) ۔ شرابیں پی جائیں گی ۔ شرعی سزاؤں کو معطل اور ختم کردیا جائے گا ۔ باندی اپنے آقا کو جنے گی (یعنی بیٹی اپنی ماں کے ساتھ آقاؤں اور حکمرانوں والا سلوک کرے گی) ۔ جو لوگ (کسی زمانہ میں) ننگے پاؤں ننگے بدن (غیر

مہذب)رہتے تھے وہ بادشاہ بن جائیں گے(یعنی کمینے اور نیچ ذات کے لوگ سربراہ اور حکمران بن جائیں گے) ا تجارت (اور زندگی کی دوڑ)میں عورت مرد کے ساتھ شرکت کرے گی ا مرد عورتوں کی نقالی (اور مشابہت اختیار) کریں گے (یعنی مرد عورتوں جیسی وضع قطع اور حلیہ بنائیں گے) ا عورتیں مردوں کی نقالی (اور مشابہت اختیار) کریں گی (یعنی عورتیں مردوں کی طرح کا حلیہ اور وضع قطع اپنائیں گی) ا بلاکسی مطالبے کے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائی جائیں گی ا مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوگا (یعنی مسلمان کے علاوہ یہ کام تو دوسرے لوگ کرتے ہیں مگر اُس وقت مسلمان بھی یہ کام کریں گے) ا صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جائے گا (اور جن مسلمانوں سے جان پہچان نہیں ہے ان کو سلام نہیں کیا جائے گا) ا غیر دین کے لئے شرعی علم پڑھا جائے گا (دینی علم پڑھنے سے مقصد دین نہ ہوگا بلکہ دنیا ہوگی) ا آخرت کے عمل کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنالیا جائے گا ا مالِ غنیمت (اور قومی خزانہ) کو ذاتی جاگیر سمجھ لیا جائے گا (اور اس کو بے دریغ استعمال کیا جائے گا) ا امانت کو لُوٹ کا مال سمجھا جائے گا ا زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا ا سب سے رذیل آدمی قوم کا قائد (اور لیڈر)بن جائے گا ا آدمی اپنے باپ کا نافرمان ہوگا ا آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا ا اپنے دوست کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا ا آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا ا بدکاروں (اور کھڑپیچوں) کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہونے لگیں گی ا گانے بجانے اور موسیقی کے آلات اور چیزوں کو سنبھال کر رکھا جائے گا ا سرِراہ شرابیں پی جائیں گی ا ظلم کو قابلِ فخر چیز سمجھا جائے گا ا انصاف بِکنے لگے گا (یعنی انصاف پیسوں اور رشوت کے بل بوتے پر حاصل ہوگا اور مال کی طرح خرید وفروخت ہونے لگے گا) ا پولیس والوں کی کثرت ہوجائے گی ا قرآن مجید کو نغمہ سرائی کا ذریعہ بنالیا جائے گا (یعنی قرآن مجید کی اصل روح حاصل کرنے کے بجائے اس کی تلاوت سے ترنم کا مزہ حاصل کیا جائے گا) ا درندوں کی کھال کے موزے (اور جوتے) بنائے جائیں گے ا مساجد کو گزرگاہ بنالیا جائے گا (یعنی مساجد سے لوگ گزریں گے، مگر نماز نہیں پڑھیں گے) ا اور امت کے آخری لوگ اپنے سے پہلے لوگوں پر لعن طعن (اور تنقید) کریں گے (یعنی اپنے سے پہلے بزرگوں اور ان کی

باتوں کوغلط اوران کو برا بھلاکہیں گے اوران پر اعتماد نہیں کریں گے۔

جب یہ علامات اورنشانیاں ظاہر ہوجائیں گی تو پھر ا سرخ آندھی ا زمین میں دھنس جانے ، زلزلوں ا شکلیں بگڑ جانے ا اورآسمان سے پتھر برسنے جیسے عذابوں کا خدشہ ہوگا(حلیۃ الاولیاء جز ۲ ص ۵۸) [1]

علاماتِ قریبہ وہ ہیں جو بالکل قیامت کے قریب زمانہ میں ظاہر ہونگی، یکے بعد دیگرے بڑے بڑے عالمگیر واقعات رونما ہونگے،جن کی کچھ تفصیل ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

قیامت کی بڑی اورقریبی علامات میں سے ایک اہم اور پہلی علامت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ ظاہر ہونگے۔

حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ بیتِ رسول یعنی حضورﷺ کی نسل اورحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے،آخری زمانہ میں جب مسلمان ہرطرف سے مغلوب ہوجائیں گے، کفار کے مظالم بڑھ جائیں گے، یہاں تک کہ خیبر کے قریب تک عیسائیوں کی حکومت قائم ہوجائے گی ، بچے کھچے مسلمان مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے،اس وقت امام مہدی علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ میں ہونگے ،لوگوں کے دلوں میں یہ داعیہ پیدا ہوگا کہ اب امام مہدی علیہ الرحمۃ کا تلاش کرنا چاہیئے ،ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کوامام بنالینا چاہیئے،امام مہدی علیہ الرحمۃ اس ڈر سے کہ لوگ ان کوخلیفہ نہ بنالیں مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ آجائیں گے،اور بیت اللہ کا طواف کررہے ہونگے کہ پہچان لئے جائیں گے اورلوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے، اس بیعت کے دوران ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو وہاں موجود تمام لوگ سنیں گے وہ آواز یہ ہوگی ’’یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اورحاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں‘‘

---

[1] وقال ابونعیم:

غریب من حدیث عبداللہ بن عبید بن عمیر ولم یروہ عنہ فیما اعلم الا فرج بن فضالۃ(حلیۃ الاولیاء جز ۲ ص ۵۸)

قلت ولکن ذکر ھذہ العلامات فی احادیث وروایات متفرقۃفلایضر غربۃ ھذاالحدیث فی المقصود.محمد رضوان .

امام مہدی علیہ الرحمۃ عیسائیوں کو ایک خونریز جنگ کے بعد شکست دیں گے، اور اس کے بعد قسطنطنیہ فتح کر کے آپ شام کی طرف روانہ ہونگے، امام مہدی علیہ الرحمۃ سات سال تک دنیا میں حکومت کریں گے، اپنے عدل وانصاف سے دنیا کو معمور کردیں گے، اس وقت روئے زمین پر کوئی کافر نہیں رہے گا، سب مسلمان ہونگے، امام مہدی علیہ الرحمۃ پینتالیس، اڑتالیس یا انچاس سال کی عمر میں بیت المقدس میں انتقال فرمائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے، اور بیت المقدس ہی میں دفن ہونگے۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے دوسری علامت دجال کا نکلنا ہے۔

امام مہدی علیہ الرحمۃ کے شام کے شہر دمشق میں تشریف فرما ہونے کے دوران دجال نکلے گا، احادیث میں دجال کا ذکر بڑی وضاحت سے آیا ہے، ہر نبی نے دجال کے فتنے سے اپنی امت کو ڈرایا، حضورﷺ نے بھی اس کی نشانیاں بیان فرمائی ہے، دجال کا ثبوت متواتر احادیث اور اجماعِ امت سے ہے

دجال یہودی ہوگا، اور شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا، پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا، یہاں سے اصفہان پہنچے گا، اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوجائیں گے، پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا، دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، دائیں آنکھ کی جگہ انگور کی طرح کا ابھرا ہوا دانا ہوگا، دجال زمین میں چالیس دن قیام کرے گا، لیکن ان چالیس دنوں میں پہلا دن سال کے برابر، دوسرا دن مہینہ کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر ہوگا، باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے۔

بندوں کے امتحان کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے عادت کے خلاف مختلف شعبدے ظاہر فرمائیں گے، وہ لوگوں کو قتل کر کے زندہ کرے گا، آسمان کو حکم کرے گا آسمان بارش برسائے گی، زمین کو حکم کرے گا زمین غلہ اگائے گی، ایک ویرانے سے گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال وہ اپنے خزانے باہر نکال دے گی، پھر وہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے، آخر میں مدینہ کے ایک اللہ والے اس سے مناظرہ کریں گے، دجال انہیں قتل کرے گا، پھر

زندہ کرے گا، وہ کہیں گے اب تو تیرے دجال ہونے کا پکا یقین ہوگیا ہے، دجال انہیں دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر نہیں کر سکے گا۔

دجال پوری دنیا کا چکر لگائے گا، کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال نہیں جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کیونکہ ان دوشہروں پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔

بہت سے ملکوں سے ہوتا ہوا دجال یمن تک پہنچے گا، مکہ کے قریب آ کر ٹھہرے گا، لیکن فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے وہ مکہ میں داخل نہیں ہوسکے گا، پھر مدینہ کے لئے روانہ ہوگا لیکن یہاں بھی فرشتوں کی وجہ سے داخل نہیں ہوسکے گا۔

اس وقت مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا، جس سے کمزور ایمان والے گھبرا کر مدینہ سے باہر نکل جائیں گے اور دجال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

یہاں سے دجال شام کے لئے روانہ ہوگا، دمشق کے قریب پہنچ جائے گا، یہاں حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ پہلے سے موجود ہونگے کہ اچانک آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کرنا چاہیں گے، وہ فرمائیں گے کہ منتظم آپ ہی ہیں، میرا کام دجال کو ختم کرنا ہے۔

اگلی صبح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ دجال کی طرف پیش قدمی فرمائیں گے، گھوڑے پر سوار ہونگے اور نیزہ ان کے ہاتھ میں ہوگا، دجال کے لشکر پر حملہ کریں گے، بہت سخت اور گھمسان کی لڑائی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک ان کی نگاہ جائے گی وہیں تک سانس پہنچے گا، اور جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا لگے گی وہ اسی وقت مر جائے گا، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگنا شروع کرے گا، آپ اس کا پیچھا کریں گے اور بابِ لُدّ پر پہنچ کر دجال کو قتل کر دیں گے۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے تیسری علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل کرنا ہے۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید، احادیثِ متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے، اور مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے، اس عقیدے

کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

جب امام مہدی علیہ الرحمۃ دمشق پہنچ چکے ہونگے، اور دجال بھی مکہ اور مدینہ سے ناکام ہوتا ہوا دمشق پہنچ گیا ہوگا، امام مہدی علیہ الرحمۃ اور یہودیوں کے درمیان جنگیں زوروں پر ہونگی، کہ ایک دن عصر کا وقت ہوگا، عصر کی اذان ہوچکی ہوگی، لوگ نماز کی تیاریوں میں مشغول ہونگے، کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے، سر نیچے کریں گے تو پانی کے قطرے گریں گے، سر اونچا کریں گے تو چمکدار موتیوں کے دانے گریں گے، دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب کے سفید رنگ کے مینارے پر اتریں گے، وہاں سے سیڑھی کے ذریعہ سے اتریں گے۔

جب حضرت مہدی علیہ الرحمۃ ان کو دیکھیں گے تو مصلے سے پیچھے ہٹ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آگے کرنا چاہیں گے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ آپ ہی نماز پڑھایئے کیونکہ اقامت آپ کے لئے کہی گئی ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرحمۃ کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عدل وانصاف قائم کریں گے، عیسائیوں کی صلیب توڑ دیں گے (یعنی عیسائیوں کے صلیب کے عقیدہ کو غلط قرار دیں گے) خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ختم کردیں گے، یہودیوں اور دجال کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی ختم ہوجائیں گے، جس کافر کو ان کا سانس پہنچے گا وہ وہیں مر جائے گا، بابِ لد پر دجال کو قتل کریں گے، مال کی اتنی فراوانی ہوجائے گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔

امام مہدی علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد تمام انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنبھالیں گے، آسمان سے اترنے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہی ہونگے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی، مجدد اور عادل حکمران کی حیثیت سے دنیا میں رہیں گے۔

دجال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کی اصلاح فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کوہِ طور لے جائیں گے، چالیس یا پینتالیس سال بعد ان کی وفات ہوگی، اس دوران نکاح بھی کریں گے، اور ان کی اولاد بھی ہوگی، مدینہ منورہ میں انتقال ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ

مبارک میں دفن ہونگے، آپ کے بعد قحطان قبیلے کے ایک شخص جہجاہ حاکم بنیں گے، ان کے بعد کئی نیک وعادل حکمران آئیں گے، پھر آہستہ آہستہ نیکی کم ہونا شروع ہوجائے گی اور برائی بڑھنے لگے گی۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے چوتھی علامت یاجوج ماجوج کا نکلنا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائیں گے کہ میں ایک ایسی قوم نکالنے والا ہوں جس کے ساتھ کسی کو مقابلہ کی طاقت نہیں، آپ میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے جائیں، اس قوم سے مراد یاجوج وماجوج ہیں۔

یاجوج وماجوج کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے، یہ قوم یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے، شمال میں بحرِ منجمد سے آگے یہ قوم آباد ہے، ان کی طرف جانے والا راستہ پہاڑوں کے درمیان ہے، جن کو حضرت ذوالقرنین نے تانبا پگھلا کر لوہے کے تختے جوڑ کر بند کردیا ہے، یہ بڑی طاقتور قوم ہے، دو پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط لوہے کی دیوار کے پیچھے یہ بند ہیں، قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ کر گر پڑے گی، اور یہ قوم باہر نکل آئے گی، اور ہر طرف پھیل جائے گی اور فساد برپا کرے گی۔

یاجوج ماجوج ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نظر آئیں گے، جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ سے گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی جائے گی، جب دوسری جماعت گزرے گی تو وہ کہے گی ''یہاں کبھی پانی تھا''

یاجوج ماجوج کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان بڑی تکلیف میں ہونگے، کھانے کی اتنی قلت ہوجائے گی کہ بیل کا سر سو دینار سے بھی قیمتی اور بہتر سمجھا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری پیدا کریں گے، جس سے سارے مَر جائیں گے، اور زمین بدبو اور تعفن سے بھر جائے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ دعا سے اللہ تعالیٰ بڑی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے پھینک دیں گے، پھر ہر جگہ موسلا دھار بارش ہوگی، کوئی مکان یا کوئی علاقہ ایسا نہیں رہے گا جہاں یہ بارش نہیں پہنچے گی، وہ بارش پوری زمین کو دھو کر صاف وشفاف کردے گی۔

اس زمانے میں زمین اپنی برکتیں ظاہر کردے گی، ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا، اس کے چھلکہ کے سائے میں پوری ایک جماعت بیٹھ سکے گی، ایک اونٹنی کا دودھ بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگا، ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کے لئے اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلہ کے لئے کافی ہوگا

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے پانچویں علامت دھویں کا نکلنا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی حکمرانوں تک نیکی غالب رہے گی، پھر آہستہ آہستہ شر غالب ہونا شروع ہوجائے گا، تو ان دِنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہوگا، جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

جب یہ دھواں نکلے گا تو ہر جگہ چھا جائے گا، جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بے ہوشی ہوجائے گی، چالیس دن تک یہ دھواں مسلسل چھایا رہے گا، چالیس دنوں کے بعد آسمان صاف ہوجائے گا۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے چھٹی علامت زمین کا دھنس جانا ہے۔

قیامت سے پہلے اسی زمانہ میں تین مقامات پر زمین دھنس جائے گی، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے ساتویں علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے، دھویں کے ظاہر ہونے اور زمین دھنس جانے کے واقعہ کے بعد اچانک ایک رات بہت لمبی ہوگی، مسافروں کے دل گھبرا کر بے قرار ہوجائیں گے، بچے سو سو کر اکتا جائیں گے، جانور باہر کھیتوں میں جانے کے لئے چلانے لگیں گے، تمام لوگ ڈر اور گھبراہٹ سے بے قرار ہوجائیں گے، جب وہ رات تین راتوں کے برابر ہوچکی ہوگی تو سورج ہلکی سی روشنی کے ساتھ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا، اور سورج کی حالت ایسے ہوگی جیسے اس کو گہن لگا ہوتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اور کسی کا ایمان یا گناہوں سے توبہ قبول نہیں ہوگی،

سورج آہستہ آہستہ اونچا ہوتا جائے گا، جب اتنا اونچا ہوجائے گا جتنا دوپہر سے کچھ پہلے ہوتا ہے تو واپس مغرب کی طرف غروب ہونا شروع ہوجائے گا اور معمول کے مطابق غروب ہوجائے گا، پھر حسبِ معمول طلوع وغروب ہوتا رہے گا۔

اس واقعہ کے ایک سوبیس سال بعد قیامت کے لئے صور پھونکا جائے گا۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے آٹھویں علامت دابۃ الارض (زمین کے جانور) کا نکلنا ہے

اس کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں موجود ہے۔

مغرب سے سورج طلوع ہونے والے واقعہ کے کچھ روز بعد مکہ مکرمہ میں واقع صفا پہاڑ پھٹے گا، اور اس سے ایک عجیب وغریب جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیزی کے ساتھ ساری زمین میں پھر جائے گا، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ الالسلام کا عصا ہوگا، ایمان والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ایک نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے ان کا سارا چہرہ روشن ہوجائے گا، اور کافروں کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگادے گا، جس سے اس کا سارا چہرہ میلا ہوجائے گا۔

لوگوں کے مجمع میں ایمان والوں کو کہے گا یہ ایماندار ہے اور کافر کے بارے میں کہے گا یہ کافر ہے، اس کے بعد وہ غائب ہوجائے گا۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے نویں علامت ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور تمام مسلمانوں کا وفات پاجانا ہے۔

جانور والے واقعہ کے کچھ ہی روز بعد جنوب کی طرف سے ایک ٹھنڈی اور نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی، جس سے تمام مسلمانوں کے بغل میں کچھ نکل آئے گا، جس سے وہ سب مرجائیں گے، حتّٰی کہ اگر کوئی مسلمان کسی غار میں چھپا ہوا ہوگا اس کو بھی یہ ہوا پہنچے گی، اور وہ وہیں مرجائے گا۔

اس کے بعد روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہوگا، سب کافر ہونگے اور اشرار یعنی برے لوگ رہ جائیں گے

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے دسویں علامت حبشیوں کی حکومت اور بیتُ اللہ کا شہید ہونا ہے۔

جب سارے مسلمان مر جائیں گے اور روئے زمین پر صرف کافر رہ جائیں گے، اس وقت ساری دنیا میں حبشیوں کا غلبہ ہوجائے گا، اور انہی کی حکومت ہوگی۔

قرآن مجید دلوں اور کاغذوں سے اٹھالیا جائے گا، حج بند ہوجائے گا، دلوں سے خوفِ خدا اور شرم وحیا بالکل اٹھ جائے گی، لوگ برسرِ عام بے حیائی کریں گے، حبشہ کا ایک شخص جو چھوٹی پنڈلیوں والا ہوگا وہ بیت اللہ کو گرا کر شہید کردے گا۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے گیارہویں علامت آگ کا لوگوں کو ملکِ شام کی طرف ہانکنا ہے۔

قیامت کا صور پھونکے جانے سے پہلے زمین پر بت پرستی اور کفر پھیل جائے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے شام میں جمع ہونے کے اسباب پیدا ہونگے، شام میں حالات اچھے ہونگے، لوگ وہاں کا رخ کریں گے، پھر یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ارضِ محشر یعنی شام کی طرف ہانکے گی، جب سب لوگ ملکِ شام میں پہنچ جائیں گے، تو یہ آگ غائب ہوجائے گی۔

اس کے بعد عیش وآرام کا زمانہ آئے گا، لوگ مزے سے زندگی بسر کررہے ہونگے، کچھ عرصہ اسی حالت میں گزرے گا کہ اچانک قیامت قائم ہوجائے گی۔

قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے بارہویں علامت صور کا پھونکا جانا اور قیامت کا قائم ہونا ہے۔

مذکورہ بالا تمام واقعات کے بعد عیش وآرام کا زمانہ آئے گا، محرم کی دس تاریخ اور جمعہ کا دن ہوگا، لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگے ہونگے کہ اچانک قیامت قائم ہوجائے گی، دو آدمیوں نے کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اس کو سمیٹ نہ سکیں گے اور نہ ہی خرید وفروخت کرسکیں گے کہ قیامت قائم ہوجائے گی، ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر جائے گا اور اسے پی نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی، ایک شخص اپنے پانی والے حوض کی مرمت کررہا ہوگا اور اس سے پانی نہیں پی سکے گا کہ قیامت قائم

ہو جائے گی، ایک شخص نے نوالہ منہ کی طرف اٹھایا ہوگا اسے منہ میں نہیں ڈال سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

قیامت حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے برپا ہوگی، جس کی آواز پہلے ہلکی اور اس قدر ہیبت ناک ہوگی کہ اس سے سب جاندار مر جائیں گے، زمین وآسمان پھٹ جائیں گے، ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی۔

چالیس سال کے بعد دوبارہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، جس سے سب زندہ ہو کر محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے۔

g

h

w

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

(تقدیر سے متعلق ایمان وعقائد)

عقیدہ نمبر۱: تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے، تقدیر کا لغت میں معنیٰ ہے اندازہ کرنا، اور شریعت کی اصطلاح میں تقدیر کا مطلب ہے:

جو کچھ اب تک ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا، سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اور اسی کے مطابق ہو رہا ہے۔

عقیدہ نمبر۲: اللہ تعالیٰ نے اس عالَم کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے علمِ ازلی میں اس کا نقشہ بنایا اور ابتداء وانتہاء ہر چیز کا اندازہ لگایا، اس نقشہ اور اندازہ لگانے کا نام تقدیر ہے، اور اس کے مطابق عالَم کو پیدا کرنے اور بنانے کا نام قضا ہے، اور اسی کو قضا وقدر کہتے ہیں۔

عقیدہ نمبر۳: عالَم میں جو کچھ اچھا یا برا ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہے، کوئی اچھی یا بری چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں۔

عقیدہ نمبر۴: تقدیر کے عقیدہ کو تسلیم کرنے سے انسان مجبور نہیں ہو جاتا بلکہ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، جیسا کہ ہر انسان اس کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے، اور نہیں کرنا چاہتا ہے نہیں کرتا۔

عقیدہ نمبر۵: تقدیر کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......تقدیر مبرم (۲)......تقدیر معلق

تقدیرِ مبرم وہ تقدیر ہے جو اٹل ہوتی ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا تغیر نہیں ہوتا، لوحِ محفوظ میں ایک ہی بات لکھی ہوتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

تقدیرِ معلق وہ تقدیر ہے جو اٹل نہیں ہوتی بلکہ اس میں تبدیلی وتغیر ہوتا رہتا ہے، اس تقدیر کو اللہ

تعالیٰ کسی دوسرے کام کے ساتھ معلق کر کے لکھتے ہیں، کہ اگر فلاں کام ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی ہوگا، اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی نہیں ہوگا، مثلاً زید نے والدین کی خدمت کی تو اس کی عمر لمبی ہوگی، اور اگر خدمت نہیں کی تو اس کی عمر لمبی نہیں ہوگی۔

عقیدہ نمبر ۶: تقدیرِ مبرم اور تقدیرِ معلق بندوں اور مدبرات الامر فرشتوں کے اعتبار سے ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر تقدیر مبرم ہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر کام کے انجام اور خاتمہ کو ازل سے ہی جانتے ہیں اور پوری طرح آگاہ ہیں۔ [1]

عقیدہ نمبر ۷: تقدیر کے عقیدہ کی وجہ سے کسی کو یہ سوچ کر ایمان واعمال نہیں چھوڑنا چاہئے کہ میرے بارے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے ہو کر رہے گا، میرے ایمان واعمال سے کیا ہوگا؟ کیونکہ اولاً تو کسی کو علم نہیں کہ اس کے بارے میں کیا لکھا ہے، جب علم نہیں تو اچھے کام ہی کرنے چاہئیں تاکہ انجام بھی اچھا ہو، دوسرے تقدیر میں جہاں کسی کام کے نتائج لکھے ہیں وہاں اس کام کے اسباب وذرائع بھی لکھے ہیں، مثلاً تقدیر میں اگر یہ لکھا ہے کہ فلاں جنتی ہے، تو ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے اختیار وارادہ سے ایمان واچھے اعمال کرنے کی وجہ سے جنتی ہے، اور اگر تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ فلاں جہنمی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے اختیار وارادہ سے کفر وشرک اور گناہ کرنے کی وجہ سے جہنمی ہے

---

[1] تقدیر کے پانچ درجات اور مراتب ہیں:

(۱)......وہ کام جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ازل میں فیصلہ فرما دیا تھا، ان کاموں سے متعلقہ تقدیر کو تقدیرِ ازلی کہتے ہیں۔

(۲)......وہ کام جنہیں اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کرنے کے بعد اور زمین وآسمان کو پیدا کرنے سے پہلے طے فرما دیا۔

(۳)......وہ کام جو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے آدم علیہ السلام کی اولاد کو نکالنے کے وقت ”یومِ عہدِ الست“ میں طے کئے گئے تھے۔

(۴)......وہ کام جو بچے کے لئے اس وقت طے کئے جاتے ہیں جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

(۵)......وہ کام جو بعض دیگر کاموں پر موقوف کئے گئے ہیں۔

تقدیر کے ان پانچ درجات میں سے پہلے چار درجات تقدیرِ مبرم کے درجات ہیں، جو کہ اٹل ہیں، ان میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر نہیں ہوتا، آخری درجہ تقدیرِ معلق کا ہے، اس میں تبدیلی اور تغیر ہوتا رہتا ہے۔

لہٰذا جس طرح دنیا کے بارے میں کوئی یہ سوچ کر کہ جو کچھ مقدر ہے وہی ملے گا، کوئی عقلمند رزق کے حاصل کرنے کے اسباب وذرائع نہیں چھوڑتا، اسی طرح آخرت کے بارے میں بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

عقیدہ نمبر۸: تقدیر کے متعلق بحث نہیں کرنی چاہئے اور اس میں زیادہ کھود کرید نہیں کرنا چاہئے، احادیثِ مبارکہ میں اس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ تقدیر سے متعلق باتیں انسانی سمجھ وعقل سے بالاتر ہیں۔

عقیدہ نمبر۹: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

عقیدہ نمبر۱۰: جن لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسول نے ان کا جنتی ہونا بتلا دیا ہے ان کے سوا کسی اور کے جنتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اس کی رحمت سے امید رکھنا ضروری ہے۔

R

U Y T

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

(عالَمِ آخرت سے متعلق ایمان وعقائد)

عقیدہ نمبرا: پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد جب تمام جاندار فوت ہوجائیں گے،تو دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا جس کی آواز سے تمام لوگ دوبارہ زندہ ہوجائیں گے۔

اور میدانِ حشر میں جمع ہونا شروع ہونگے،اپنے اپنے اعمال کے مطابق بعض عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہوکر،بعض دوڑتے بھاگتے،بعض چہروں کے بل گھسٹ گھسٹ کرمیدانِ حشر میں حاضر ہونگے اوراس دن اولین وآخرین تمام انسانوں کوجمع کیا جائے گا،کوئی بھی حاضری سے بچا ہوانہیں ہوگا، اورسب اللہ تعالیٰ کے حضورصفوں میں کھڑے ہونگے،حساب کتاب کا یہ دن بہت کٹھن دن ہوگا، بعضوں کے حق میں پچاس ہزارسال کے برابر ہوگا،اوربعض کے حق میں اس سے کم،اس دن سورج سروں کے بہت قریب ہوگا،جس کی تپش اورگرمی سے بہت سے لوگوں کے دماغ کھولنے لگیں گے، ہرگناہ گاراپنے گناہوں کے اعتبار سے پسینے میں شرابوراور بھوکا پیاسا ہوگا،اوراس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا،ہرکسی کواپنی فکردامن گیرہوگی،لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں ہونگے،اوراللہ تعالیٰ انتہائی غضب اورغصے کی حالت میں ہونگے،انسان وہاں سے بھاگنا چاہے گا مگر کہیں بھاگ نہ سکے گا۔

کچھ چہرے اس دن تروتازہ اورسفید ہونگے،ان پراللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی،اور کچھ چہرے اس دن مرجھائے ہوئے اورسیاہ رنگ کے ہونگے،ان پراللہ تعالیٰ کا غضب اورغصہ ہوگا۔

اس دن آپس کے سب تعلقات اوردوستیاں ختم ہوجائیں گی،البتہ نیک لوگوں کے تعلقات برقرار رہیں گے۔

عقیدہ نمبر۲: میدانِ حشر کی تکلیفوں سے گھبرا کراور ہرطرف سے مایوس ہوکرسب پیغمبروں کے پاس الگ الگ سفارش کرانے کے لئے جائیں گے،آخرہمارے پیغمبرحضورﷺ سفارش کریں گے آپ

ﷺ کی اس سفارش کو شفاعتِ کبریٰ کہا جاتا ہے، اور اس مقام ومرتبہ پر فائز ہونے کو مقامِ محمود کہا جاتا ہے، اور یہ مقام آپ ﷺ ہی کو عطا ہوا ہے۔

قیامت کے دن کچھ اور لوگوں کو بھی شفاعت کا حق دیا جائے گا، لیکن شفاعت ہر کوئی نہیں کر سکے گا، اور نہ ہر کسی کے لئے کر سکے گا، بلکہ وہ خاص خاص لوگوں کی طرف سے خاص خاص لوگوں کے حق میں ہوگی۔ شفاعت کافروں اور مشرکوں کے لئے نہیں ہو سکے گی۔

عقیدہ نمبر۳: قیامت کے دن حساب کتاب شروع ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت زیادہ فرشتے مقرر کئے جائیں گے، جو لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے، اور اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے۔

عقیدہ نمبر۴: ترازو قائم کی جائے گی، جس کے دو پلڑے ہونگے، ایک میں نیکیاں اور دوسرے میں برائیاں رکھی جائیں گے، اور اس میں اچھے اور برے اعمال تولے جائیں گے۔

یہ ترازو ہر قسم کے اعمال کی ٹھیک ٹھیک جانچ پڑتال کرے گی، اور چھوٹے بڑے، ظاہری وباطنی عمل کی صحیح صحیح حیثیت بتلادے گی۔

اس ترازو میں اعمال کا وزن نیت وغیرہ کے اعتبار سے بھی جانچا جائے گا۔

بعض خوش نصیب نیک لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے، نیک لوگوں کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں اور برے لوگوں کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

عقیدہ نمبر۵: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، اور یہ حوض لمبائی چوڑائی میں بہت وسیع وعریض ہوگی، اور اس میں جنت کی نہر کا پانی آرہا ہوگا، جو اس حوض سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا، اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی اس حوضِ کوثر سے ان لوگوں کو پیچھے دھکیل دیا جائے گا، جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد دین میں نئی نئی بدعات داخل کرلی تھیں۔

عقیدہ نمبر۶: جہنم کے اوپر ایک پل لگایا گیا ہے، جسے پل صراط کہتے ہیں، اس پل صراط سے ہر ایک نے گزرنا ہے، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ جو بد ہیں وہ اس پر

سے جہنم میں گر پڑیں گے۔ ہر شخص اپنے اپنے عمل کے مطابق اس پل صراط سے گزرے گا، بعض بہت جلدی گزر جائیں گے، اور بعض مشکل اور دیر سے گزریں گے، اور بعض شروع میں یا درمیان میں یا آخر میں جا کر جہنم میں گر جائیں گے۔

عقیدہ نمبر ۷: جہنم پیدا ہوچکی ہے، اور اس وقت موجود ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہے، اس میں طرح طرح کا عذاب ہے، جہنم میں اہلِ جہنم قیامت کے بعد ہی داخل ہونگے، اس سے پہلے برزخ کا عذاب ہوگا۔

عقیدہ نمبر ۸: جو کافر اور مشرک ہیں وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی، جہنمیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر جنت میں داخل ہونگے، خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار رہوں، لیکن جنت میں داخل ہونے والے شخص کو نہ تو جنت سے نکالا جائے گا اور نہ ہی کبھی جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

عقیدہ نمبر ۹: جہنم میں مختلف قسم کا عذاب ہوگا، مثلاً جہنم میں آگ کا عذاب ہوگا، آگ کا لباس ہوگا، جہنمیوں کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ اور کھالیں جھلس جائیں گے، مر بھی نہیں سکیں گے، پینے کے لئے پیپ (راد اور پَس) ہوگی؛ جہنمی اس کو مجبوراً گھونٹ گھونٹ کر پیئے گا مگر پی نہیں سکے گا، ہر طرف موت والی چیزیں ہونگی لیکن موت نہیں آئے گی، گلے میں طوق پہنا کر زنجیروں میں جکڑا جائے گا، کھانے کے لئے زخموں کا دھوون ہوگا، جہنمیوں کے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا، جہنم میں کافر ومنافق سب جمع ہونگے، جہنمیوں کے مال اور دنیا کے ساز وسامان کو جہنم کی آگ میں پگھلا کر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں، اور پشتوں کو داغا جائے گا، جہنم میں گرمی کا عذاب الگ ہوگا، سردی کا عذاب الگ ہوگا، جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھرا جائے گا، جہنم ایک برا اور بدترین ٹھکانا ہوگا، جہنمیوں کو جہنم میں ذلیل وخوار کر کے داخل کیا جائے گا، جہنم کے دروازے بند ہونگے؛ جہنمیوں کے آنے پر ہی کھولے جائیں گے؛ جیسے جیل کا دروازہ قیدیوں کے آنے پر کھلتا ہے، جہنم کے سات دروازے ہیں، جہنم کی آگ جب ہلکی ہوگی اسے اور بھڑکا دیا جائے گا، جہنمی جہنم میں نہ تو زندوں جیسا ہوگا اور نہ ہی مُردوں جیسا، جہنم میں مشرکوں کے ساتھ

ان کے معبودانِ باطلہ کو بھی ڈالا جائے گا، کافرلوگ جہنم کی آگ کے لئے بطورِایندھن بھی ہونگے، منافقین جہنم کے نچلے درجے میں ہونگے، جہنم میں عذاب کی وجہ سے کافروں کی خوب چیخ وپکار ہوگی، جہنمیوں کے جسم پر گندھک کا لباس ہوگا، جہنمیوں کواوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا، اوران کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہوگی، جہنمیوں کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہونگے اور نیچے بھی آگ کے سائبان ہونگے، ایسا کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا جس سے ہونٹ جھلس جائیں گے اورآنتیں کٹ جائیں گی، جہنم کی آگ اس قدر شدید ہوگی کہ دل پر براہِ راست اثر کرے گی۔ [1]

عقیدہ نمبر۱۰: جنت پیدا ہوچکی ہے اوراس وقت موجود ہے، جنت کے حق ہونے پر ایمان لانا فرض ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی جگہ ہے، اس کی لمبائی وچوڑائی بے حدوحساب ہے، اہلِ جنت جنت میں قیامت کے بعد داخل ہونگے، قیامت سے پہلے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

عقیدہ نمبر۱۱: جنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی، اوراہلِ جنت بھی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اوراہلِ جنت کے لئے جنت میں طرح طرح کے چین اورنعمتیں ہیں، جنتیوں کوکسی طرح کا ڈراورغم نہ ہوگا اوروہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اس سے نکلیں گے اورنہ وہاں مریں گے۔

عقیدہ نمبر۱۲: جوشخص جنت کواللہ تعالیٰ کے انعام کی حقیقی جگہ نہیں سمجھتا بلکہ جنت کوایک تخیلاتی جہان سے تعبیر کرتا ہے، وہ درحقیقت جنت کا منکراوردائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

عقیدہ نمبر۱۳: جنت اللہ تعالیٰ کے انعام اورعیش وآرام کی جگہ ہے۔

مثلاً جنت میں کسی قسم کا خوف اورغم نہیں ہوگا، جنت میں ملنے والی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہونگی، اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے راضی ہونگے، جنت میں جنتی کی ہرخواہش پوری ہوگی، اہلِ جنت کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہونگے، ہرجنتی کے گھرمیں چارنہریں ہونگی، پانی کی نہر،

---

[1] جہنم کے یہ تمام عذاب قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں، ان پراوران کے علاوہ دیگرعذابوں پرجوتواتر کے طریقہ سے ثابت ہیں ایمان لانا اوران پریقین کرنا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک عذاب کے انکار سے یااس میں شک کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔
جہنم کے جوعذاب خبرِ واحد سے ثابت ہیں، ان پربھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان میں سے کسی کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

تازہ دودھ کی نہر (جس کا ذائقہ خراب نہیں ہوگا) پاکیزہ شراب کی نہر اور صاف ستھرے شہد کی نہر، تمام جنتی کامیاب قرار دیئے جائیں گے، اہلِ جنت کے دل میں اگر ایک دوسرے کی طرف سے کوئی رنجش، کدورت یا عداوت ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو دلوں سے نکال دیں گے، اہلِ جنت، جنت میں بالکل خوشی خوشی اور بھائی بھائی ہوکر رہیں گے، جنت میں اونچے اونچے باغات ہوں گے جن کے خوشے لٹک رہے ہوں گے، جنتیوں کے لئے ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن ہونگے، جنت میں انار، انگور، کیلے اور مختلف قسم کے میوے اور پھل ہونگے، پرندوں کا گوشت اور حوریں ہوں گی، لمبے سائے اور پانی کی بہتی ہوئی آبشاریں ہونگی۔ [۱]

عقیدہ نمبر۱۴: جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو ہر جنتی کو نصیب ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کا دیدار جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگا۔

عقیدہ نمبر۱۵: تمام اہلِ جنت کا جنت میں داخلہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے ہوگا، جنت میں کسی کا داخلہ اللہ تعالیٰ پر واجب اور ضروری نہیں۔

البتہ اللہ تعالیٰ کا فضل نیک عمل پر مرتب ہوتا ہے، اس لئے نیک اعمال فضول و بے کار چیز نہیں، بلکہ جنت حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔

عقیدہ نمبر۱۶: جنت کافر ومشرک پر حرام ہے، کوئی کافر، مشرک اور حقیقی منافق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

عقیدہ نمبر۱۷: جنت اور جہنم کے درمیان ایک اونچی دیوار حائل ہوگی، اس دیوار کا نام اعراف ہے، اس جگہ نہ تو جنت جیسی راحت ہوگی، اور نہ جہنم جیسا عذاب ہوگا، اعراف میں عارضی طور پر ایک زمانے کے لئے ایسے لوگوں کو ٹھہرایا جائے گا، جو کسی وقت میں جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہونگے۔

اعراف کے لوگ ایک طرف سے جنتیوں اور دوسری طرف سے جہنمیوں سے کچھ بات چیت بھی کریں گے، اور جنت میں جانے کی تمنا اور جہنم کے عذاب کو دیکھ کر پناہ مانگیں گے۔

---

[۱] جنت میں ملنے والی ان نعمتوں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، جنت کی جو نعمتیں قرآن مجید یا تواتر کے طریقہ سے ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے، ان میں سے کسی ایک نعمت کے انکار سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ البتہ جنت کی بعض نعمتیں خبرِ واحد سے ثابت ہیں، ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا

بدعات ورسوم

بدعت شریعت کی نظر میں بہت سنگین گناہ اوردین کے لیے سخت تباہ کُن چیز ہے۔
اوراس سلسلہ میں بے شماراحادیث آئی ہیں۔

بدعت پرسخت وعیدیں

ایک حدیث میں حضورﷺ نے فرمایا:

وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم)

ترجمہ: تمام چیزوں میں بدترین چیزیں بدعات ہیں،اور ہر بدعت گمراہی ہے(ترجمہ ختم)

اورایک حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں:

وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ(سنن النسائی،معجم کبیر طبرانی ،صحیح ابنِ خزیمۃ)

ترجمہ: تمام چیزوں میں بدترین چیزیں بدعات ہیں،اور ہر بدعت گمراہی ہے،اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے(ترجمہ ختم)

بدعت کی برائی اورنقصان کے لئے ایک یہی حدیث کافی ہے کہ بدعت کانتیجہ گمراہی اوراس کاانجام جہنم کاعذاب ہے۔

اس کےعلاوہ کئی احادیث سےمعلوم ہوتا ہے کہ:

قیامت کے روزحوضِ کوثر سے بعض لوگوں کوفرشتے ہٹائیں گے تو رسول اللہﷺ فرمائیں گے کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں،اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ارشادہوگا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعددین میں کیا کیانئی بدعات پیدا کیں،یہ سن کررسول اللہﷺ اُن کواپنے سے دورہوجانے کاحکم فرمائیں گے(ملاحظہ

ہو: صحیح مسلم جلدا کتاب الطھارۃ، مسند احمد جلد۳ وجلد۵، مصنف ابنِ ابی شیبہ جلد۵ کتاب الفتن، کنزالعمال جلد۱۴، معجم طبرانی کبیر)

معلوم ہوا کہ بدعت اتنی بدترین چیز ہے کہ اس کو کرنے والے لوگ قیامت کے دن حوضِ کوثر سے نہ صرف محروم ہوں گے بلکہ حضورﷺ کی ناراضگی کے بھی مستحق ہوں گے۔

بدعت کے بارے میں عذاب کی اتنی سخت وعیدیں اور تنبیہیں جو سنائی گئی ہیں، اس کی چند وجوہات ہیں:

(۱)...... بدعت کے سخت گناہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ بدعت کرنے میں دینِ اسلام کی طرف نقصان اور کمی وکوتاہی کی نسبت لازم آتی ہے۔

حالانکہ دینِ اسلام کامل اور مکمل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل فرمادی ہے۔

(۲)...... بدعت کے سخت گناہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ بدعت کے علاوہ دوسرے گناہ کرنے میں انسان کو گناہ کرنے کا احساس ہوتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں اسے کبھی نہ کبھی توبہ کرنے کی توفیق ہوجاتی ہے۔

جبکہ بدعت کرنے والا اپنے عمل کو گناہ کے بجائے ثواب سمجھتا ہے، اس لئے اسے اس گناہ کو چھوڑنے اور اس سے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

(۳)...... بدعت کے سخت گناہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان سنتوں سے محروم ہوجاتا ہے، چنانچہ بدعت کی خاصیت یہ ہے کہ جب کوئی انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے؛ تو وہ ضرور سنت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

کیونکہ بدعت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دل ودماغ کی صلاحیت ختم ہوتی رہتی ہے۔

(۴)...... بدعت کے سخت گناہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے دین میں تبدیلی اور تحریف کا راستہ کھلتا ہے، کہ جب اور جس وقت کوئی چاہے؛ دین میں اپنی طرف سے اپنی من پسند کی چیز داخل کرلے، اور دین کی اصل حقیقت مسخ ہوجائے۔

بدعت کے ایجاد ہونے کی وجوہات واسباب

پھر بدعتیں جو ایجاد ہوتی ہیں، ان کی کئی وجوہات واسباب ہوتے ہیں، جو مختصراً یہ ہیں:

(۱)...... بدعت کے ایجاد ہونے کی پہلی وجہ تو شیطان کی تلبیس اور گمراہی ہے، کہ شیطان انسان کو دین کے عنوان سے گناہ میں مبتلا کرا دیتا ہے۔

(۲)...... بدعت کے ایجاد ہونے کی دوسری وجہ جہالت ہے، کہ دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ دین کے رنگ اور عنوان میں ایک گناہ سے متأثر ہوکر اور اس کو ثواب سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں۔

اگر ان کو شریعت کا علم ہوتا، تو وہ ایسا نہ کرتے۔

(۳)...... بدعت کے ایجاد ہونے کی تیسری وجہ شہرت پسندی کا مرض ہے، کہ بعض لوگ اپنی شہرت کے لئے نئی باتیں نکالتے ہیں، تاکہ لوگ نئی چیزیں دیکھ کر ان کی طرف متوجہ ہوں، اور ظاہر ہے کہ شہرت پسندی کا مرض ایک مستقل کبیرہ گناہ ہے۔

(۴)...... بدعت کے ایجاد ہونے کی چوتھی وجہ مال کی محبت ہے، کہ بعض دین کے پیروکار اپنی جیب اور پیٹ بھرنے کے لئے نئی نئی بدعات ایجاد کرتے ہیں؛ تاکہ وہ لوگوں کے مال ودولت کو دین کے نام پر بٹورتے رہیں۔

(۵)...... بدعت کے ایجاد ہونے کی پانچویں وجہ اہلِ حق سے ضد وعناد ہے، کہ جب کسی کو اہلِ حق سے ضد اور عداوت وعناد پیدا ہوجاتا ہے، تو وہ ان کی مخالفت کو پسند کرتا ہے۔

جیسا کہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان نہ لانے اور کفر اختیار کرنے کی ایک وجہ یہی ضد وعناد ہے، اور اس وجہ سے ہی بہت سے کافر ایمان نہیں لائے، جبکہ وہ نبیوں کو حق پر بھی سمجھتے تھے۔

(۶)...... بدعت کے ایجاد ہونے کی چھٹی وجہ غیر قوموں کی تقلید ہے، کہ دوسرے

مذہب والوں کے ساتھ رہنے سہنے اور زندگی گزرنے سے بعض چیزیں مسلمانوں کے معاشرہ میں داخل ہوجاتی ہیں۔

اس لئے بدعت سے بچنے کا اصل طریقہ یہ ہوا کہ مال اور شہرت پسندی کی محبت کو دل سے نکال کر اخلاص کے ساتھ دین کا علم حاصل کیا جائے۔

بدعت کی حقیقت

آج کل معاشرے میں کئی نظریاتی وعملی بدعات عام ہیں اور کثرت سے لوگ ان بدعات میں مبتلا ہیں۔

یوں تو معاشرے میں بے شمار بدعات رائج ہیں، اور ہر زمانے میں نئی نئی بدعات ایجاد ہوتی رہتی ہیں، اس لئے تمام بدعات کو شمار میں لانا تو مشکل ہے، البتہ یہاں بدعت کا ایک بنیادی اصول بتلایا جاتا ہے تاکہ اس کی مدد سے ہر قسم کی بدعت کا بدعت ہونا معلوم کیا جاسکے۔

تو یادرکھئے کہ بدعت کی حقیقت یہ ہے کہ:

شریعت نے جس چیز کو جو درجہ اور مرتبہ دیا ہو، اس کو عقیدہ یا عمل کے اعتبار سے اس درجہ اور مرتبہ سے ہٹادینا۔

چنانچہ جس چیز کو شریعت نے ناجائز کہا ہو اس کو عقیدہ کے اعتبار سے جائز یا ثواب سمجھنا یا عمل کے اعتبار سے اس کو جائز یا ثواب ہونے کا درجہ دینا یعنی اس پر عمل کو جائز یا ثواب کا باعث سمجھنا بدعت ہے۔

اور ناجائز عمل کو جائز اور ثواب سے بڑھ کر ضروری سمجھنا یا ضروری ہونے کا درجہ دینا؛ یہ بھی بدرجۂ اولیٰ بدعت اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

اور جس چیز کو شریعت نے جائز بتلایا ہو مگر نہ تو اس میں ثواب بتلایا ہو، اور نہ ہی اس کو ضروری قرار دیا ہو اس کو اپنے عقیدہ کے اعتبار سے ثواب کا کام سمجھنا یا اس کو ضروری سمجھ کر کرنا یا اس کو اپنے عمل کے اعتبار سے ثواب یا ضروری ہونے کا درجہ دینا (مثلاً اس عمل کے نہ کرنے والوں پر لعن طعن وملامت

کرنا) بدعت ہے۔

اور جس چیز کو شریعت نے ثواب کا کام تو بتلایا ہو مگر اسے ضروری قرار نہ دیا ہو اس کو عقیدہ کے ساتھ ضروری سمجھنا یا اس کو عمل کے اعتبار سے ضروری ہونے کا درجہ دینا (مثلاً جو اس کام کو نہ کرے، اُس کو بُرا اور گناہ گار سمجھنا، یا اس کو بُرا بھلا کہنا) بدعت ہے۔

(مستفاد از بہشتی زیور چھٹا حصہ ص۶۲) [۱]

بدعت کے مذکورہ بنیادی اصول میں وہ بدعتیں بھی داخل ہیں کہ جن کی شریعت میں سِرے سے کوئی اصل ہی موجود نہ ہو، اور وہ بدعتیں بھی داخل ہیں کہ جن کی شریعت میں کوئی اصل تو موجود ہو؛ لیکن وہ کسی غیر شرعی چیز کے مِل جانے اور اضافہ ہو جانے کی وجہ سے بدعت بن گئی ہوں۔

ان میں پہلی قسم کی بدعتیں تو ''بدعتِ حقیقی'' کہلاتی ہیں، کہ وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے ہی بدعت ہوتی ہیں، اور ان کا شریعت میں سِرے سے کوئی وجود نہیں ہوتا۔

اور دوسری قسم کی بدعتیں ''بدعتِ اضافی'' کہلاتی ہیں، کہ ان کی شریعت میں کوئی اصل تو موجود ہوتی ہے، لیکن وہ بعض غیر شرعی چیزوں کے اضافہ کی وجہ سے بدعت بن جاتی ہیں۔

بدعت کے بارے میں چند اصولی باتیں

بدعت کے مذکورہ مفہوم کو پیشِ نظر رکھ کر اب ہم بدعت کی مزید وضاحت کے لئے چار اصولی باتیں ذکر کرتے ہیں:

(۱)......شریعت نے جو چیز عام اور مطلق رکھی ہے، اس میں اپنی طرف سے کوئی تخصیص پیدا کر لینا، اور قیود لگا دینا؛ بدعت ہوگا۔

جیسا کہ ایصالِ ثواب کو شریعت نے کسی دن و تاریخ کے ساتھ خاص نہیں کیا، لہٰذا ایصالِ ثواب کے لئے مختلف دنوں و تاریخوں کی تخصیص کرنا بدعت ہوگا۔

(۲)......شریعت نے جو چیز جس موقع پر تجویز کی ہے، اس کو اس موقع سے ہٹا کر

---

[۱] ملحوظ رہے کہ بدعت کے مذکورہ مفہوم میں معاشرہ کی وہ رسوم بھی داخل ہیں، جن کو اگرچہ ثواب کا کام سمجھ کر نہیں کیا جاتا، لیکن ان کو ضروری سمجھ کر یا ضروری ہونے کا درجہ دے کر اختیار کیا جاتا ہے۔

دوسرے موقع پر تجویز کرلینا؛ بدعت ہوگا۔

جیسا کہ اذان کہ شریعت نے اس کو نماز وغیرہ کے لئے تجویز کیا ہے، لہٰذا قبر پر اذان دینے کو تجویز کرلینا بدعت ہوگا۔

(۳)......شریعت نے جو عبادت جس خاص طریقہ اور کیفیت کے ساتھ جاری کی ہے، اس کو اس طریقہ اور کیفیت سے تبدیل کرلینا؛ بدعت ہوگا۔

جیسا کہ شریعت نے باجماعت نماز کی صورت میں امام کو فجر، مغرب اور عشاء میں اونچی آواز سے اور ظہر، عصر میں آہستہ آواز سے قرأت کا حکم دیا ہے، اب امام کو فجر، مغرب اور عشاء میں آہستہ آواز سے اور ظہر، عصر میں اونچی آواز سے قرأت کرنا بدعت ہوگا۔

(۴)......شریعت نے جس عبادت کو انفرادی طریقہ پر جاری کیا ہے، اس کو اجتماعی طریقہ سے تبدیل وتجویز کرلینا؛ بدعت ہوگا۔

جیسا کہ عام نفل نمازوں کو شریعت نے بغیر جماعت کے انفرادی طریقہ پر الگ الگ پڑھنے کی تعلیم دی ہے، اب ان نفل نمازوں کو باجماعت پڑھنا بدعت ہوگا۔

f

d

مختلف نظریاتی وعملی بدعات واختراعات

آگے چند بدعات واختراعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱)......کسی کے فوت ہونے کے بعد تیجے یا چالیسویں یا برسی کے عنوان سے رسم کرنا بدعت ہے کیونکہ یہ شریعت سے ثابت نہیں، اور اگر اس سے ایصالِ ثواب مقصد ہے تو بھی شریعت کی طرف سے ایصالِ ثواب کے لیے کوئی دن وتاریخ متعین نہیں، نیز صدقہ کے مستحق فقراء ومساکین ہیں، اور مروَّجہ تقاریب میں غرباء ومساکین کو شامل کرنے کے بجائے رشتہ داروں اور جاننے والے اُمراء واغنیاء کو شریک کیا جاتا ہے۔

(۲)......بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جمعرات میں مُردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور اپنے ایصالِ ثواب کے لیے کھانے وغیرہ کا آکر انتظار کرتی ہیں۔

یہ عقیدہ بھی خودساختہ ہے، شریعت میں کہیں بھی یہ عقیدہ ثابت نہیں۔

(۳)......حضور ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ نے قبروں پر چراغ وغیرہ روشن کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، بلکہ ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے، اس لئے یہ دونوں طرزِ عمل بھی گناہ ہیں، جن سے بچنا چاہئے۔

(۴)......شریعت کی طرف سے جمعرات کی تخصیص کے ساتھ ایصالِ ثواب کا ثبوت نہیں، اس لئے ایصالِ ثواب کے لئے جمعرات کی تخصیص کرنا غلط ہے۔ [1]

---

[1] ایصالِ ثواب کو جمعرات کے دن خاص سمجھنے کے عقیدہ کی وجہ سے آج کل بعض مزاروں پر لنگر کے نام سے مختلف دیگیں اور کھانے تیار کرکے لوگوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں، جس میں بعض لوگوں کا عقیدہ ایصالِ ثواب سے ہٹ کر صاحبِ مزار کا قُرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا اور اپنے نفع ونقصان میں صاحبِ مزار کو مؤثر سمجھنا ہوتا ہے، جو کہ سراسر غلط عقیدہ ہے اگر صاحبِ مزار کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر اس کو راضی کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے یہ رسم کی گئی تو یہ کھانا بھی حرام ہے۔ اور اگر اس عقیدہ کے ساتھ نہ ہو، تو بذاتِ خود یہ کھانا تو حرام نہیں لیکن پھر بھی اس کھانے کو لینے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اس صورت میں ایک گناہ کے کام کی تائید ہے، کیونکہ اگر اس کھانے کو استعمال کرنے اور لینے والے رک جائیں تو پھر اس رسم کو انجام دینے اور اس قسم کا کھانا بنانے والے بھی یقیناً رک جائیں گے۔

(۵)......مروجہ گیارہویں کی رسم شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے بدعت ہے، اور اگر غیرُ اللہ کو نفع نقصان کا مالک سمجھ کر اور اس کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے یہ رسم کی جائے، تو یہ خطرناک گناہ ہے جس سے شرک لازم آنے کا ڈر ہے۔

(۶)......بعض لوگ مرد ہوں یا عورتیں جمعہ کی رات اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری کا بہت اہتمام کرتے ہیں، اور دُور دُور سے اس غرض کے لیے آتے ہیں اور اوپر سے منکرات وخرافات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اول تو اس رات میں مزارات پر جانے کو ضروری سمجھنا ہی جائز نہیں ہے، کیونکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں، چہ جائیکہ غلط عقیدہ رکھا جائے، دوسرے عورتوں کو مزارات پر جانا جائز نہیں، اس لیے نہ تو اس شب میں مزارات پر حاضری کو ضروری خیال کرنا چاہیے اور نہ ہی عورتوں کو مزارات پر جانا چاہئے؛ اور جب کبھی مزارات پر جانے کی توفیق ہو تو ہر قسم کی بدعات سے بچنا چاہیے۔

(۷)......مروَّجہ عرس جو بعض بزرگانِ دین کے عنوان سے مخصوص دن متعین کر کے اور اس کو شرعی حکم سمجھ کر کیا جاتا ہے، یہ شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے گناہ ہے، اور اگر اس میں شرک جیسے گناہ بھی شامل ہوں، مثلاً غیر اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا اور صاحبِ قبر کو سجدہ کرنا وغیرہ، تو پھر یہ ایمان کے لئے بھی خطرناک ہے۔

(۸)......بعض لوگ غیر شرعی منّتیں ماننے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، خاص طور پر مختلف مزاروں پر جا کر اس طرح کی منّتیں مانی جاتی ہیں مثلاً مزار پر چادر چڑھانے کی منت، دیگ چڑھانے یا بکرا، مرغا وغیرہ کی منت، قبروں کا طواف کرنے کی منت اور وہاں جا کر خصوصی سلام یا مالی نذرانہ پیش کرنے کی منت، یا وہاں ہر جمعرات یا کسی اور دن میں حاضری دینے کی منت اور پھر ان کے پورا کرنے کو بہت زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اور یہ گمان بھی رکھتے ہیں کہ ان چیزوں کی وجہ سے ہمارے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ حالانکہ شرعاً اس طرح کی منّتیں ماننا حرام ہیں اور ان منتوں کو پورا کرنا سخت گناہ ہے اور بعض حالات میں شرک بھی ہے، اس لئے اس قسم کی منّتیں ماننے سے پرہیز کرنا

ضروری ہے۔

(۹)......صدقہ وخیرات کے لیے ہر حال میں کھانا پکانے کو ضروری سمجھنا غلط ہے، کیونکہ شریعت نے کھانے کو ضروری قرار نہیں دیا، بلکہ رقم یا دوسری ضرورت کی چیز سے بھی صدقہ خیرات کیا جاسکتا ہے۔

(۱۰)......کسی مسلمان کے فوت ہونے کے بعد اُس کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے کھانے پر مروجہ ختم پڑھوانا شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے بدعت ہے۔

(۱۱)......قرآن مجید کی اخلاص نیت کے ساتھ تلاوت کر کے اس کا ایصالِ ثواب کرنا درست ہے، لیکن اس تلاوت کے لئے لوگوں کو اکٹھا اور جمع کرنے کو ضروری سمجھنا بدعت ہے، جس کو جتنی توفیق ہو قرآن مجید کی تلاوت کر کے اخلاص کے ساتھ ایصالِ ثواب کر دے، اس میں نہ کسی کو ساتھ ملانے کی ضرورت ہے اور نہ کسی کو بتانے کی ضرورت ہے کہ اس نے کیا پڑھا؟

(۱۲)......کسی کے فوت ہونے کے بعد چالیس دن تک لگا تار کھانا تیار کر کے ایصالِ ثواب کرنے کی تخصیص شریعت سے ثابت نہیں، اور اپنی طرف سے چالیس دنوں کو مخصوص کر لینا بھی شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے بدعت ہے۔

(۱۳)......دس محرم کی تاریخ میں کھانا تیار کر کے صدقہ، خیرات اور قرآن خوانی وغیرہ کرا کرا پنے مُردوں یا کربلا کے شہداء کے لئے ایصالِ ثواب کرنا بھی شریعت کی طرف سے ثابت نہیں، اس لئے اس دن کی تخصیص بھی شریعت پر زیادتی ہو کر ناجائز ہے۔

(۱۴)......شعبان کے مہینے کی پندرھویں تاریخ کو رات میں عبادت کرنا اور اگلے دن روزہ رکھنا ثواب کا کام ہے۔

لیکن اس دن کوئی خاص کھانا مثلاً حلوا وغیرہ پکانا شریعت سے ثابت نہیں، اس لیے اسے سنت سمجھنا اور اس پر عمل کرنا غلط ہے۔

اسی طرح اس دن مُردوں کی روحیں گھروں میں آنے کا عقیدہ رکھنا یا اس سال مَرنے والے کو اس دن مُردوں میں شامل ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی غلط ہے۔

(۱۵)......پہلی عید پر وفات والے گھر میں جانے کو ضروری سمجھنا، اور وہاں جا کر تعزیت اور افسوس کا اظہار و دعا کرنا (جبکہ وفات کو کافی عرصہ گزر چکا ہوتا ہے اور اپنے موقع پر تعزیت کی سنت بھی ادا کی جا چکی ہوتی ہے) اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۶)...... جنازہ لے جاتے وقت ساتھ چلنے والوں کو بلند آواز سے کلمہ یا اشعار وغیرہ پڑھنا جائز نہیں؛ بلکہ گناہ ہے، اور اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا؛ البتہ خاموشی کے ساتھ دل ہی دل میں ذکر کیا جا سکتا ہے۔

(۱۷)......بعض لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دیتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے، جبکہ قبر پر اذان دینا شرعاً ثابت نہیں، اس لئے ناجائز ہے۔

(۱۸)......میت کے کفن پر قرآنی آیات، کلمۂ طیبہ یا دیگر متبرک کلمات لکھنا شرعاً کسی مستند ذریعہ سے ثابت نہیں، لہٰذا یہ طرزِ عمل اور عقیدہ درست نہیں ہے، اور اس عمل میں قرآنی آیات، کلمۂ طیبہ اور متبرک کلمات کی بے احترامی بھی لازم آتی ہے، کیونکہ قبر میں میت کے جسم سے خون اور دیگر نجاست نکل کر کفن اور ان آیات و متبرک کلمات پر لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

(۱۹)......بعض لوگوں میں رواج ہے کہ نمازِ جنازہ سے فارغ ہو کر فوراً اجتماعی انداز میں سب لوگ مل کر دعا کا اہتمام والتزام کرتے ہیں، اور اگر کوئی اس دعا میں شریک نہ ہو تو اس کو بہت معیوب سمجھتے ہیں، شرعاً یہ بھی ثابت نہیں۔

اجتماعی شکل میں میت کے لئے دعا کرنے کا طریقہ شریعت نے نمازِ جنازہ کی صورت میں مقرر کر دیا ہے، اور نمازِ جنازہ درحقیقت میت کے لئے دعا ہے، اور نمازِ جنازہ کی مکمل تفصیل حضور ﷺ اور صحابۂ کرام کے قول و فعل سے ثابت ہے، حضور ﷺ اور صحابۂ کرام نیز تابعین و تبع تابعین نے ہزاروں جنازے پڑھے اور پڑھائے۔

مگر کسی سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد اجتماعی انداز میں دعا مانگی ہو، اور حضراتِ فقہائے کرام نے بھی جنازہ سے فارغ ہو کر مروجہ دعا کو مکروہ و بدعت قرار دیا ہے۔

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۲۰)......بعض دیہات وگاؤں کے علاقوں میں جب کوئی فوت ہوجاتا ہے، تو جنازہ پڑھنے کے بعد حیلۂ اسقاط یا دور کے نام سے ایک رسم کی جاتی ہے، جس میں چند افراد بیٹھ کر کچھ رقم آپس میں رسمی طور پر گُھما پھرا لیتے ہیں، اور اس کو جنازے کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے، خواہ فوت ہونے والا نماز کا پابند اور نیک یا نابالغ بچہ ہی ہو۔

اس (مروَّجہ حیلے) کا قرآن، حدیث، فقہ اور خیر القرون کے دَور میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس مروَّجہ طریقے کو علماء نے بدعت اور ناجائز قرار دیا ہے۔

(۲۱)......بعض لوگ نامحرم عورت کے جنازے کی چارپائی کو کندھا دینا اور اس کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ نامحرم عورت سے تو انسان کا پردہ ہوتا ہے، اور اس کو چھونا یا ہاتھ لگانا درست نہیں ہوتا۔

حالانکہ یہ سب باتیں کم علمی ولاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، اور نامحرم عورت کے جنازہ کی چارپائی کو چھونا یا کندھا دینا گناہ نہیں، کیونکہ اس میں بے پردگی والی کوئی بات نہیں پائی جاتی، اور نہ ہی عورت کے جسم کو چھونا یا ہاتھ لگانا پایا جاتا ہے، بلکہ چارپائی کو چھونا یا ہاتھ لگانا پایا جاتا ہے، جس میں کوئی گناہ نہیں۔

(۲۲)......بعض لوگ عورت کی عدت ختم ہونے کے موقع پر اس کا گھر سے نکلنا یا مخصوص تقریب کا منعقد کرنا ضروری سمجھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ عورت کی عدت اپنا وقت مکمل ہونے پر پوری ہوجاتی ہے، اور وقت مکمل ہونے پر اس کے لئے گھر سے باہر نکلنا یا کوئی تقریب منعقد کرنا ضروری نہیں۔

(۲۳)......بعض لوگوں نے جمعہ کی رات کے لیے مخصوص قسم کی نمازیں منتخب کر رکھی ہیں، اور اس سلسلہ میں بطورِ ثبوت کچھ روایات بھی پیش کی جاتی ہیں، جن میں جمعہ کی رات میں مخصوص طریقہ پر نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل مذکور ہیں۔

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ وہ روایات موضوع اور گھڑی ہوئی ہیں، اور اس رات میں شرعاً کسی خاص قسم کی نمازوں کا کوئی ثبوت نہیں، محدثین نے اس پر تفصیل سے بہت کچھ لکھا ہے۔

لہٰذا جمعرات کی رات میں خاص قسم کی نمازیں پڑھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۲۴)......آج کل بعض مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر لوگ اجتماعی انداز میں کھڑے ہوکر بآوازِ بلند درود وسلام پڑھتے ہیں، اور اس درود وسلام میں حضورﷺ کے لئے براہِ راست خطاب کے صیغے استعمال کرتے ہیں، اور کھڑے ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس مجلس میں حضورﷺ تشریف لاتے ہیں، لہٰذا اُن کے ادب واحترام میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اس طریقہ کا بھی شریعت کی طرف سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

(۲۵)......اذان سے پہلے متصل بآوازِ بلند مروجہ صلاۃ وسلام پڑھنا شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے اس طریقہ سے بچنا چاہئے، اگر کسی کو درود شریف پڑھنا ہو تو وہ خاموشی سے پڑھ لے، اس کو بآوازِ بلند اذان کے ساتھ پڑھنے کو ثواب یا ضروری سمجھنا غلط ہے۔

(۲۶)......حضورﷺ کا نامِ نامی سننے پر شریعت نے درود پڑھنے کی تعلیم دی ہے، لیکن آج کل بعض لوگ اذان واقامت یا دوسرے موقع پر حضورﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں، اور اپنی آنکھوں پر بھی لگاتے ہیں، اور اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں، شرعاً اس کا بھی ثبوت نہیں۔ [۱]

(۲۷)......بعض مساجد میں فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی سب لوگ اجتماعی انداز میں بآوازِ بلند کلمہ وغیرہ پڑھتے ہیں، اور اس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، اور جو اس عمل کو نہ کرے، اس کو معیوب سمجھتے ہیں، جو کہ درست نہیں۔

بے شک فرض نماز کے بعد کلمہ واستغفار وغیرہ پڑھ لینا کارِ ثواب ہے، لیکن نہ تو اس کے لئے بلند آواز ضروری ہے، اور نہ ہی سب کے لئے اجتماعیت اور ایک ذکر کی پابندی ہے۔

علاوہ ازیں اس کی وجہ سے ان لوگوں کی نماز میں بھی خلل آتا ہے، جو نماز میں مشغول ہوتے ہیں۔

(۲۸)......بعض علاقوں کی مساجد میں فرض نماز پڑھ کر سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے کو بہت

---

[۱] بعض لوگ انگوٹھے چومنے کے متعلق بعض روایات پیش کیا کرتے ہیں، مگر محدثین نے ان تمام روایات کو منگھڑت قرار دیا ہے۔

ضروری سمجھا جاتا ہے،جس کا شرعاً ثبوت نہیں۔

فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہے،اورفرض نماز پڑھ کر ہرایک کوسنت کے مطابق دعا کرنی چاہئے ،لیکن سنتیں اورنفلیں ہرایک الگ الگ ادا کرتاہے، لہٰذااگرکوئی چاہے تو اپنی سنتوں اور نفلوں کے بعد انفرادی طور پر دعا کرنے میں حرج نہیں ،لیکن اس کو اجتماعی عمل بنالینا، اور ایک دوسری کی پابندی کرنا درست نہیں۔

(۲۹)......بعض لوگ مبارک راتوں (مثلاً لیلۃ القدر،شبِ برأت،عیدین کی رات) میں مساجد میں جمع ہوکرنفلی عبادت کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ شرعاً مبارک راتوں میں نفلی عبادت کے لئے مساجد میں جمع ہونے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان اوقات کی نفلی عبادات کواپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے خلوت وتنہائی میں اخلاص ویکسوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

(۳۰)......بعض لوگ مخصوص اوقات (مثلاً ربیع الاول،شبِ برأت وغیرہ) میں غیرضروری روشنی اور چراغاں کرنے کوعبادت سمجھتے ہیں، جو کہ غلط ہے،شرعاًاس کا کوئی ثبوت نہیں۔

علاوہ ازیں اس میں ہندوؤں کے ساتھ مشابہت بھی ہے کہ وہ مخصوص اوقات میں چراغاں کرنے کو عبادت خیال کرتے ہیں، نیز اس میں فضول خرچی اوراسراف کا گناہ بھی شامل ہے؛ کہ بلاضرورت اللہ کی نعمت کوضائع کرنا گناہ کا کام ہے۔

(۳۱)......اسی طرح مخصوص موقعوں پرآتش بازی اور فائرنگ کرنے کا جو رواج ہے، یہ بھی غیر اسلامی ہے،اوراس میں جانی ومالی کئی قسم کے نقصانات شامل ہیں۔

(۳۲)......ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کوحضورﷺ کےایصالِ ثواب کے لئے خاص کرنا بھی شریعت سے ثابت نہیں،اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حضورﷺ کوایصالِ ثواب کرنا بہت بابرکت عمل ہے،جس کواپنی سعادت سمجھ کراخلاص کے ساتھ بغیرکسی رسم اوراپنی طرف سے کسی وقت کی تخصیص کا عقیدہ رکھے بغیر اختیار کرتے رہنا چاہئے ،لیکن اصل خرابی ۱۲/ربیع الاول کے دن کوخاص کرنے کی ہے۔

(۳۳)......بعض لوگ قبروں کے مجاور بن جاتے ہیں، اوراس کواپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں،

شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ، اور آج کل کی طرح قبروں کے مجاور بن کر رہنا اور مختلف بدعات کا ارتکاب کرنا؛سخت گناہ ہے۔

(۳۴)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا، حالانکہ یہ بات شرعی اصول وقواعد سے ثابت نہیں،اورکئی احادیث سے حضور ﷺ کا سایہ مبارک ہونا ثابت ہے،اورحضور ﷺ کا سایہ مبارک ہونے سے آپ کی شان اور نبوت پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

(۳۵)...... دس محرم کے دن خوشبو یا خضاب لگانا، غسل کرنا،لباس تبدیل کرنا، زیب وزینت کرنا،صلوٰۃ العاشوراء کے نام سے باجماعت نماز ادا کرنا، رشتہ داروں وعزیزوں سے ملنا،قبروں کی زیارت کرنا،ان پر مٹی ڈالنااور لپائی وغیرہ کرنا،مصافحہ ومعانقہ کرنا،اس دن کھیچڑ ،حلیم،کھیر،حلوا یا کسی اور قسم کا کھاناوغیرہ پکا کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ یا اپنے مرحوم رشتہ داروں کی روحوں کوثواب بخشنا،ان کے نام کی نذرونیاز دینا،حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روح کواس دن حاضر سمجھنا،روٹیاں پکا کر تقسیم کرنااورچھت کے اوپر سے پھینکنا،شادی کے بعد پہلی محرم کو یا دس محرم کو بیوی کو ماں باپ کے گھر بھیج دینا،مختلف قسم کے سوگ کرنا،عورتوں کا بالوں کوکھول دینا، زیب وزینت کی تمام چیزوں کو ترک کردینا،چوڑیاں توڑ ڈالنا، ماتم ،نوحہ کرنا،سیاہ لباس پہننا، ننگے پاؤں پھرنا، چارپائی پر نہ سونا،سرپر سبز رنگ کی ٹوپی رکھنا، بچوں کے گلے میں سبز رنگ کی تھیلیاں لٹکا دینا کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فقیر ہیں،سبیل لگانا،نوحہ وماتم کرنا،مرثیہ پڑھنا،تعزیوں،پنجوں کونکالنااوران پر عرضیاں لگانا، وغیرہ وغیرہ اس قسم کی تمام باتیں اوران کے بارے میں مختلف فضائل موضوع اور گھڑے ہوئے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اوران چیزوں کا اس دن سے کوئی تعلق نہیں اور بعض ان میں سے شرک کے قریب تر ہیں،لہٰذااس قسم کی تمام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔

(۳۶)......ماہِ ''صَفَرُ الْمُظَفَّرُ'' کوآجکل بہت سے لوگ منحوس بلکہ آسمان سے بلائیں اورآفتیں نازل ہونے والا مہینہ سمجھتے ہیں اوراسی وجہ سے اس مہینے میں خوشی کی بہت سی چیزوں (مثلاً شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات) کومنحوس یا معیوب سمجھتے ہیں۔

اسلامی اعتبار سے اس مہینہ سے کوئی نحوست وابستہ نہیں اوراسی وجہ سے احادیثِ مبارکہ میں اس

مہینہ کے ساتھ نحوست وابستہ ہونے کی سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔

(۳۷)...... ربیع الاول کے مہینے کی بارہ تاریخ کو میلادُ النبی کے نام سے ایسے جلسے جلوس کیے جاتے ہیں، جو کہ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام سے ثابت نہیں، اور اُن میں کئی خرابیاں اور گناہ کی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔

(۳۸)...... ماہِ رجب میں ۲۲/ تاریخ کو کونڈوں کی رسم بدعت ہے، اور اس رسم کی نسبت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف کرنا بھی درست نہیں، اور اگر اس میں شرکیہ نظریات وحرکات (مثلاً غیرُ اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا) بھی شامل ہوں؛ تو پھر ایمان کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

(۳۹)...... عید کے دن قبرستان جانا سنت یا مستحب نہیں، اور آج کل اس کو عید کا بہت ضروری عمل شمار کیا جاتا ہے، اور مرد وعورت سب ہی بڑے اہتمام کے ساتھ عید کے دن قبرستان جانے کو ضروری سمجھتے ہیں، شرعاً اس کا ثبوت نہیں، اور قبرستان میں بدعات وخرافات سے بچتے ہوئے مَردوں کے لئے جانا جائز ہے، لیکن اس کے لئے عید کا دن مخصوص سمجھنا غلط ہے۔

(۴۰)...... مصافحہ کرنا یعنی ہاتھ ملانا؛ ملاقات کے وقت کی اور معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا؛ سفر سے آنے کے وقت کی سنت ہے، لہٰذا ان سنتوں کو اپنے اپنے مقام پر ہی استعمال کرنا کارِ ثواب ہے، اور ان کا دوسری چیزوں سے تعلق قائم کرنا درست نہیں۔

آج کل بعض لوگوں میں عیدین کے موقعہ پر جو ہر کس وناکس سے (سفر وملاقات کی شرط پائے جانے کے بغیر) مصافحہ ومعانقہ کرنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے، یہ غلط ہے۔

البتہ کوئی اس دن سفر سے آیا ہو، یا اس سے ملاقات ہو رہی ہو تو حسبِ معمول اس سے معانقہ یا مصافحہ کرنے میں حرج نہیں۔

(۴۱)...... اسی طرح آج کل وفات کے موقعہ پر بھی میت کے اہل خانہ سے معانقہ کو ضروری سمجھا جاتا ہے، شرعاً اس کا بھی اس موقعہ پر ثبوت نہیں اور نہ ہی یہ معانقہ تعزیت کا حصہ ہے۔

لہٰذا اسے اس موقع پر ضروری یا عبادت سمجھنا غلط ہے، ہاں کوئی سفر سے آیا ہو تو الگ بات ہے۔

(۴۲)...... دشمنانِ اسلام نے ایک فرضی وصیت نامہ تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے شیخ احمد نامی کسی

شخص کے نام سے شائع کیا جواب تک مسلمانوں میں تھوڑے بہت مضمون کے اختلاف کے ساتھ چل رہا ہے اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے، کم علم مسلمان اس سے ڈر کر یا نفع کی امید پر اب تک اس کو چلا رہے ہیں۔

یہ وصیت نامہ فرضی ہے، شیخ احمد نامی کوئی صاحب روضۂ اقدس کا خادم نہیں ہے۔ اور اس وصیت نامہ میں جو عبادت کی طرف متوجہ ہونے اور آخرت کی فکر میں لگنے کو لکھا ہے یہ اچھی باتیں ہیں اور ضروری کام ہیں، مگر ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے قرآن وحدیث کے ارشادات وخطابات کافی ہیں۔

فرضی افسانہ شائع کرنا اور آنحضرت ﷺ کی طرف کسی تراشیدہ بات کو منسوب کرنا سخت گناہ ہے۔

(۴۳)...... آج کل شادی بیاہ کے موقع پر بے شمار ایسی رسمیں کی جاتی ہیں، جن کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ ان میں سے بہت سی رسمیں غیر مسلموں سے لی گئی ہیں، اور شرعاً نکاح کے لئے تکلفات وتصنعات کی ضرورت نہیں، اور نکاح کو سادگی کے ساتھ انجام دینا ہی عبادت ہے۔

چنانچہ مہندی، مروجہ جہیز کو ضروری سمجھنا، اور سہرابندی کی رسم کا اسلام میں کوئی وجود نہیں، اور یہ رسمیں بنیادی طور پر ہنداونہ ہیں۔

اسی طرح نام ونمود کی خاطر حیثیت سے زیادہ مہر باندھنا غلط ہے، مہر عبادت سمجھ کر اور دونوں فریقوں کی مالی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر باندھنا چاہئے۔

اسی طرح مروجہ نیوتہ کی رسم میں بھی کئی خرابیاں شامل ہیں، بنیادی خرابی تو اس میں یہی ہے کہ اس میں ہدیہ وتحفہ کی حقیقت نہیں پائی جاتی، اور اس کا لین دین واپسی کی غرض سے ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے اس کا حساب وکتاب بھی رکھا جاتا ہے، نیز اس کو ضروری بھی سمجھا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے اگر کسی غریب کے پاس انتظام نہ ہو تو وہ کسی نہ کسی طرح اس کے انتظام پر مجبور ہوتا ہے، خواہ قرض لے کر ہی کیوں نہ انتظام کرنا پڑے، اس کے علاوہ اس میں عموماً اخلاص بھی پیشِ نظر نہیں ہوتا، بلکہ شہرت اور اپنی مالداری کا اظہار پیشِ نظر ہوتا ہے۔

اور یہ سب باتیں ہدیہ وتحفہ کی حقیقت کے خلاف ہیں۔

اس کے علاوہ بھی اس میں کئی دوسری خرابیاں پائی جاتی ہیں، اس لئے نیوتہ کی مروجہ رسم کو چھوڑنا چاہیئے، اور اگر کوئی اخلاص کے ساتھ دوسرے کو ہدیہ وتحفہ پیش کرنا چاہیئے، تو یہ مروجہ طریقہ چھوڑ کر کسی اور موقع پر بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح لڑکی کی رخصتی کے لئے مروجہ بارات کو ضروری ولازم سمجھنا اور اس کے لئے لمبے چوڑے بکھیڑے جمع کرنا، اور لڑکی والوں پر بارات کے قیام وطعام کا بار ڈالنا؛ یہ غلط ہے۔

شریعت کی طرف سے لڑکی کی رخصتی کے لئے اجتماع کو ضروری قرار نہیں دیا گیا، انہی رسموں پر دوسری مروجہ رسموں کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

اس لئے شریعت کی دی ہوئی سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، اور ان رسموں میں مال ضائع کرنے کے بجائے؛ اس مال کو دوسرے ضروری اور مفید کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے یا پھر اخلاص کے ساتھ صدقہ وخیرات کردینا چاہیئے۔

(۴۴)......ختنہ کے موقع پر جو دعوت کی جاتی ہے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا ایسی دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے۔

(۴۵)......مشہور ہے کہ سورج گرہن کے وقت حاملہ عورت یا اس کے شوہر کو اس دن کوئی بھی کام نہیں کرنا چاہیئے ورنہ کام کرنے سے بچہ پر اس کا اثر آجاتا ہے مثلاً اس دن اگر کوئی چیز کاٹے گی تو بچہ کا کوئی حصہ کٹا ہوگا۔

شریعت میں ایسی کوئی بات بھی ثابت نہیں، اس دن سورج گرہن کے وقت صدقہ وخیرات اور توبہ واستغفار اور نماز ودعاء میں مشغول ہونے کا تو ذکر ہے ان باتوں کا نہیں۔

اسی طرح بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ سورج گرہن کے وقت گائے، بھینس، بکری اور دیگر جانوروں کے گلے سے زنجیر، رسی وغیرہ کھول دینی چاہیئے یہ بھی توہمات میں سے ہے جو غالباً ہندو معاشرے سے منتقل ہوئی ہے۔

بعض لوگ سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت شادی بیاہ کی تقریبات کو منحوس سمجھتے ہیں۔

یہ بھی جہالت والی سوچ ہے۔

(۴۶)......بعض لوگ مختلف قسم کے پتھروں (مثلاً فیروزہ، عقیق، زمرّد، یاقوت، لعل وغیرہ) کو انسانی زندگی پر اثر انداز سمجھتے ہیں (یہ بھی ''نـوء''یعنی ستاروں کے اثرات کے عقیدہ سے ملتی جلتی چیز ہے، جس سے شریعت میں منع کیا گیا ہے)

شرعی اعتبار سے پتھر انسانی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے، کسی خاص قسم کے پتھر سے انسان مبارک، اور کسی سے نامبارک نہیں ہوتا۔

پتھروں کو مبارک یا نامبارک سمجھنا اور انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے۔مبارک یا نامبارک انسان کے اپنے اعمال ہیں۔

بعض لوگ فیروزہ نامی پتھر کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور انسانی زندگی کی بہترائی کے لئے مہنگے ترین داموں میں خرید وفروخت کرتے ہیں۔

بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام فیروز تھا۔اس کے نام کو عام اور مقبول کرنے کے لئے سبائیوں نے فیروزہ کو متبرک پتھر کی حیثیت سے پیش کیا اور پتھر کے بارے میں نحوست یا برکت کا تصور سبائی افکار کا شاخسانہ ہے (ملاحظہ ہو'' آپ کے مسائل اوران کا حل ج ا ص ۳۷۷)

(۴۷)......بعض لوگ کیلے کے درخت کو منحوس سمجھتے ہیں، کہتے ہیں یہ درخت مردے کے کام آتا ہے، اس لیے اس کو گھر میں نہ ہونا چاہیے، کیونکہ بدشگونی ہے اور مردے کی چارپائی کو اور اس کے کپڑوں کو منحوس سمجھتے ہیں مگر تعجب ہے کہ اس کے معمولی کپڑوں کو تو منحوس سمجھا جاتا ہے لیکن اگر اس کا کوئی قیمتی اور عالی شان کپڑا، چادر وغیرہ ہو یا اس کی جائیداد اور رقم ہو تو اس کو منحوس نہیں سمجھتے۔

حالانکہ اگر مُردے کے پہنے ہوئے کپڑے ہونے کی وجہ سے نحوست آئی ہے تو قیمتی کپڑوں میں بھی نحوست آنا چاہیے، اور اگر نحوست کی وجہ یہ ہے کہ یہ مُردہ کا مال ہے تو اس کی جائیداد میں بھی نحوست آنی چاہیے، وہ بھی تو مُردہ ہی کا مال ہے۔

یہ عقیدہ بالکل بے ہودہ ہے ،مسلمانوں میں اس کارِواج ہندوؤں سے آیا(تسہیل المواعظ

ج ا ص ۴۵۰ بتغیر)

(۴۸)......بعض لوگ بچہ کا نام قرآن سے فال نکال کر رکھتے ہیں جس کا طریقہ یہ گھڑا ہوا ہے کہ باوضو ہوکر قرآن مجید کھول کر انگلی رکھتے ہیں، جس لفظ پر انگلی پڑ جائے وہی نام منتخب کر لیتے ہیں۔

حالانکہ یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں کہ ان کا بطور نام رکھنا جائز نہیں مثلاً خنزیر اور ابلیس (شیطان) وغیرہ کے الفاظ بھی قرآن مجید میں موجود ہیں اور اس قسم کے فال لیتے وقت ان الفاظ پر انگلی کا رکھا جانا ممکن ہے (نام رکھنے کا اسلامی طریقہ یہ نہیں ہے، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ از خود اچھے اور شریعت کی نظر میں پسندیدہ نام رکھے جائیں)

(۴۹)......بعض لوگ مخصوص جانوروں خاص کر کبوتروں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر وہ گھر میں ہوں تو ان کو آنے والی مصیبت کا پہلے سے پتہ چل جاتا ہے اور وہ اس مصیبت کو اپنے سر لے لیتے ہیں اور اہلِ خانہ بچ جاتے ہیں، اور بعض لوگ اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر گھر میں کبوتر موجود ہو تو اس گھر میں نحوست آجاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے موت بھی واقع ہوجاتی ہے۔

حالانکہ یہ دونوں باتیں مہمل ہیں، اللہ کے حکم سے جو مصیبت گناہوں کی شامت سے آنے والی ہو وہ کسی جانور کی وجہ سے ہرگز نہیں رک سکتی، بلکہ اس کے لئے توبہ کرنا اور گناہ چھوڑ کر اللہ سے اپنا تعلق جوڑنا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی جانور کی وجہ سے اس طرح ہرگز نحوست نہیں آتی اور نہ ہی کسی کی موت واقع ہوتی ہے بلکہ موت وزندگی کا تعلق تو حکمِ الٰہی سے ہے۔

(۵۰)......بعض کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں کوئی بھی جانور رہو، اُس گھر میں اگر کوئی مصیبت آئے تو وہ جانور اُس مصیبت کو اپنے سَر لے لیتے ہیں اور انسان مصیبت سے محفوظ رہتے ہیں۔

جبکہ شرعاً یہ بات ثابت نہیں۔

(۵۱)...... اسی طرح بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں تیتر ہو اُس میں شیطان اور جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

مگراس بات کا بھی کوئی ثبوت شریعت سے نہیں ہے۔

(۵۲)...... اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مکان وغیرہ کی دیوار پر کوّا بولے یا منہ سے لقمہ گرجائے یا آٹا گوندھتے ہوئے پانی زیادہ ڈل جائے یا روٹی پکاتے ہوئے ٹوٹ جائے یا توا جھلملانے لگے تو مہمان آتا ہے۔

مگراس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۵۳)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر کسی گھر میں لڑائی کرانا منظور ہوتو اس گھر میں ''سہ'' یعنی خار پشت (وہ جانور جس کی کمر پر کانٹے ہوتے ہیں) کا کانٹا رکھ دیا جائے جب تک وہ کانٹا اس گھر میں رہے گا وہ گھر والے لڑتے رہیں گے۔

حالانکہ شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، اوراس پر یقین کرنا بھی جائز نہیں، نیز آپس میں لڑائی کرانے کی غرض ویسے بھی گناہ ہے۔

(۵۴)......بعض لوگ عصر اور مغرب کے درمیان کھانے پینے سے منع کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عصر ومغرب کے درمیان کھانا پینا نہیں چاہئے کیونکہ یہ وقت مُردوں کے کھانے کا ہے، کہ نزع کے وقت انسان کو ایسا محسوس ہوگا کہ عصر ومغرب کا درمیانی وقت ہے اور ایسے وقت شیطان شراب کا پیالہ پینے کو دیتا ہے تو جن لوگوں کو عصر ومغرب کے درمیان کھانے کی عادت ہوگی وہ شراب کا پیالہ پی لیں گے اور جن کو عادت نہ ہوگی وہ اس سے بچے رہیں گے۔

حالانکہ یہ پکی جہالت کی بات ہے کسی صحیح سند سے اسلام میں یہ بات ثابت نہیں۔

(۵۵)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ عصر اور مغرب کے درمیان کھانے پینے سے پرہیز کیا جائے تو روزہ کا ثواب ملتا ہے۔

حالانکہ یہ بھی جاہلانہ سوچ ہے، نہ تو عصر سے مغرب تک روزہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں روزہ کا ثواب ہوتا ہے۔

(۵۶)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ کی ہتھیلی پر خارش ہوتو پیسہ ملتا ہے اور پاؤں کے تلوے پر خارش ہوتو سفر پیش آتا ہے۔

مگر یہ بے بنیاد سوچ ہے۔

(۵۷)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بائیں یا دائیں آنکھ پھڑ کے تو اچھا یا بُرا معاملہ پیش آتا ہے۔

حالانکہ شرعاً ایسا عقیدہ گناہ ہے۔

(۵۸)......اگر کوئی کسی کام سے جارہا ہو اور پیچھے سے کوئی بلا لے تو کہتے ہیں کہ کام نہ ہوگا۔ لہٰذا کسی کام سے جانے والے شخص کو پیچھے سے آواز نہیں دینی چاہئے۔حالانکہ یہ بھی توہُّم پرستی ہے۔

(۵۹)......اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بلی خاص طور پر کالے رنگ کی بلی راستہ کاٹ دے تو سفر یا کام میں برکت اور خیر نہیں ہوتی۔

حالانکہ یہ بھی توہُّم پرستی ہے۔

(۶۰)......بعض لوگ کسی جگہ بلی کے رونے کو کسی کی موت آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔جبکہ یہ عقیدہ بھی اسلام کے مطابق نہیں۔

(۶۱)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں جانور مثلاً بلّی کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔

مگر یہ سوچ زمانۂ جاہلیت کی سوچ پر مبنی ہے اور اسلام نے اس قسم کی بدشگونی سے منع فرمایا ہے۔

(۶۲)......اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کتے کے رونے سے وباء آتی ہے۔مگر اس طرح کی کوئی بات شریعت سے ثابت نہیں۔

(۶۳)......اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی کہیں جارہا ہو اور دوسرے شخص کو چھینک آجائے تو جانے والے کا کام بگڑ جاتا ہے، لہٰذا اسے واپس آجانا چاہئے۔

حالانکہ یہ بھی توہُّم پرستی میں داخل ہے

(۶۴)......بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے یا منہ سے چراغ بجھانے یا رات کو آئینہ میں چہرہ دیکھنے یا عصر کے بعد جھاڑو دینا معیوب یا بُرا سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اس میں شرعاً کوئی عیب نہیں ہے۔

(۶۵)......اسی طرح بعض لوگ رات کو ناخن کاٹنے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے نیستی

آتی ہے۔

جبکہ اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۶۶)......بعض لوگ خصوصاً عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہر آدمی پر اس کی عمر کا مثلاً تیسرا اور آٹھواں، تیرھواں اور اٹھارواں، اکیسواں اور اڑتیسواں، تینتالیسواں اور اڑتالیسواں سال یا اور کوئی دوسرا مخصوص سال بھاری ہوتا ہے۔

حالانکہ یہ بھی منگھڑت نظریہ ہے۔

(۶۷)......بعض عورتیں ایسی عورت کے پاس جانے اور بیٹھنے سے منع کرتی ہیں جس کے بچے اکثر مرجاتے ہوں۔ اور یہ کہتی ہیں کہ ''مرت بیائی'' لگ جائے گی۔

جبکہ اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۶۸)......بعض لوگ خیال رکھتے ہیں کہ اگر کسی کو ہچکی بندھ جائے یا چھینک آئے تو کسی کے یاد کرنے کی علامت ہے۔

مگر یہ سوچ بھی غلط ہے۔

(۶۹)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر اپنی زبان دانتوں کے نیچے دب جائے تو یہ کسی کے گالی دینے کی علامت ہے۔

جبکہ یہ سوچ بھی غلط ہے۔

(۷۰)......بعض لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صبح سویرے جو کام کیا جاتا ہے شام تک انسان کو اسی حالت کا سامنا رہتا ہے۔

مگر یہ من گھڑت عقیدہ ہے۔

(۷۱)......بعض لوگ صبح کے وقت بعض چیزوں کا نام لینے کو منحوس اور برا سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہ سمجھ بھی زمانۂ جاہلیت کے مطابق ہے۔

(۷۲)......بعض لوگ کسی کا کوئی کام نہ ہونے کی صورت میں کہتے ہیں کہ:

''آج صبح کسی منحوس کا منہ دیکھا ہے کہ کام نہیں ہوا''

حالانکہ یہ بھی گناہ والی سوچ ہے۔

(۷۳)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی کو دوسرے کے ہاتھ سے جھاڑو لگ جائے تو یہ منحوس ہوتا ہے۔

اور اس کے جواب میں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ:

''میں کنویں میں نمک ڈال دونگا جس سے تیرے منہ پر چھائیاں پڑ جائیں گی''

تو پھر نحوست سے نجات ہو جاتی ہے۔

حالانکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۷۴)......اسی طرح بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جس کے جھاڑو ماری جاتی ہے اس کا بدن سوکھ جاتا ہے اور اگر جھاڑو پر تھتکار دیا جائے تو سوکھیا کے مرض سے بچ جاتا ہے۔

مگر اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۷۵)......اور اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی کو ڈوئی (سالن بنانے والا لکڑی کا بڑا چمچہ) مارا جائے تو اس کو ''ہوکا'' ہو جاتا ہے یعنی وہ زیادہ کھانا کھانے لگتا ہے۔

حالانکہ یہ خیال بھی جہالت پر مبنی ہے، البتہ کسی کو بلا وجہ مارنا یا تکلیف پہنچانا اور ایسی بے جا چیزوں سے مارنا اچھی بات نہیں۔

(۷۶)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ اس سے وباء پھیلتی ہے۔

حالانکہ شریعت ایسے وقت میں ایسی مرغی کے ذبح کرنے کو ضروری قرار نہیں دیتی۔

(۷۷)......اسی طرح بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر شام کے وقت (یا کسی دوسرے بے وقت) مرغا اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ یہ اچھا نہیں۔

جبکہ یہ توہم پرستی میں داخل ہے۔

(۷۸)......بعض لوگ منگل یا کسی اور خاص دن میں کپڑے دھونے کو معیوب اور منحوس سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بھی جاہلیت کی سوچ ہے۔

(۷۹)......بعض لوگ چھوٹے بچے کے سرہانے چھری، استرا یا اور کوئی لوہے کی چیز رکھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس سے بچہ بدنظری اور جنات وشیاطین سے محفوظ رہتا ہے۔

حالانکہ یہ سوچ جاہلیت والی ہے۔

(۸۰)......بعض لوگ فوت شدہ شخص کی استعمالی چیزیں اور خاص کر وہ کپڑے جن میں کوئی شخص فوت ہوا ہو ان کو منحوس سمجھتے ہیں اور ان چیزوں کو اپنے گھروں میں یا اپنے پاس رکھنا گوارا نہیں کرتے۔

حالانکہ شرعاً یہ سوچ غلط ہے۔

مردہ کا مال شرعی حکم کے مطابق تقسیم ہوتا ہے اگر شرعی حکم کے مطابق وہ ملکیت میں پہنچے تو حلال ہے۔ مرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی نحوست وابستہ نہیں ہوتی۔

(۸۱)......بعض لوگ دریا کے پلوں وغیرہ سے گزرتے ہوئے اس میں روپئے، پیسے ڈالدیتے ہے اور اس کو صدقہ یا بلا کے دور ہونے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حالانکہ شرعاً یہ صدقہ نہیں بلکہ مال کو ضائع کرنا ہے اور کوئی کارِثواب نہیں بلکہ موجبِ وبال اور توہم پرستی کا شاخسانہ ہے۔

(۸۲)......بعض لوگ شادی کے موقع پر دولہا، دلہن کے گھر میں آنے سے پہلے گھر کے دروازہ میں دونوں طرف تیل ڈالتے ہیں اور اس کو آپس میں محبت کا ذریعہ اور آفتوں کو دور کرنے کا سبب سمجھتے ہیں۔

حالانکہ یہ بھی بڑی سخت توہم پرستی اور گناہ ہے۔

(۸۳)......اسی طرح بعض علاقوں میں دلہن کے شوہر کے گھر میں پہلی مرتبہ داخل ہونے پر اس کے سامنے قرآن مجید یا سپارہ کھول کر رکھا جاتا ہے پھر وہ اس میں کچھ رقم رکھتی ہے، اور اس کے بعد اس رقم کو اٹھا کر صدقہ وغیرہ کر دیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس عمل کی وجہ سے دلہن کو اس گھر میں کسی چیز کی تنگی نہ ہوگی۔

مگر یہ واہیات بات ہے اور اس قسم کا عقیدہ اور عمل جائز نہیں بلکہ اس میں اللہ کے کلام کی ایک طرح

سے بے حرمتی ہے۔

(۸۴)...... اسی طرح بعض علاقوں میں دلہن کو رخصت کرتے وقت قرآن مجید کے نیچے سے گزارا جاتا ہے، اور اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ دلہن ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ ہو جاتی ہے اور قرآن مجید کے سایہ میں آجاتی ہے۔

حالانکہ یہ بھی جاہلوں کی من گھڑت سوچ ہے، اس طرح قرآن مجید کے سایہ سے کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ بات قرآن مجید کے نازل ہونے کے مقاصد میں سے ہے۔

قرآن مجید کا سایہ تو اس کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۸۵)......بعض لوگوں میں رسم ہے کہ جب گھر میں نئی دلہن آتی ہے تو اس کے اوپر سے چاول یا گندم پھینکے جاتے ہیں اور اس سے یہ تصور قائم کیا جاتا ہے کہ رزق میں تنگی سے حفاظت رہے گی۔

مگر یہ بھی جاہلانہ بلکہ ہندوانہ رسم ہے۔

(۸۶)......جن گھرانوں میں لڑکوں کے بجائے لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں، بعض لوگ ان لڑکیوں یا ان کی ماؤں کو منحوس سمجھتے ہیں۔

حالانکہ یہ ہندوانہ سوچ ہے۔

(۸۷)......اسی طرح بعض لوگ کیلے اور بیری کے درخت کو منحوس سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مردہ کے کام میں آتے ہیں۔

حالانکہ یہ تصور اور نظریہ بھی غیر اسلامی ہے۔

(۸۸)......بعض لوگ بارش نہ ہونے کی صورت میں ایک دوسرے کے اوپر پانی پھینکتے اور ڈالتے ہیں اور یہ فال لیتے ہیں کہ اس عمل سے بارش ہو جائے گی۔

اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بارش نہ ہونے کی صورت میں اگر کسی خاص بزرگ کی قبر پر پانی ڈال دیا جائے تو اس عمل سے بارش کا نزول ہو جاتا ہے یا اگر مور بولے یا چڑیاں ریت میں نہائیں تو یہ بارش ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔

حالانکہ یہ جاہلوں کی اپنی بناوٹی سوچ ہے۔

بارانِ رحمت کے لئے توبہ واستغفار اور گناہوں کا چھوڑنا ضروری ہے، اسی سے اللہ کی رحمت کا مستحق ہوا جاتا ہے۔

کسی پر پانی ڈالنے یا نہ ڈالنے سے بارش ہونے یا نہ ہونے کا کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ تو حکمِ الٰہی کے تابع ہے۔

(۸۹)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر کسی کی شادی کے وقت بارش ہوجائے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس نے شادی سے پہلے ضرور ہانڈی، ڈوئی یا چمچہ چاٹا ہوگا۔

مگر یہ سب واہیات باتیں ہیں۔

کسی کے بارے میں ایسا گمان کرلینا گناہ ہے۔

(۹۰)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جب اولے پڑیں تو موسل کو سیاہ کرکے باہر پھینک دیا جائے تو اولے بند ہوجاتے ہیں۔

مگر یہ نظریہ بھی لوگوں کا خودساختہ اور من گھڑت ہے۔

(۹۱)......بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ جب بارش زیادہ ہونے لگے تو جھاڑو کو چارپائی کے پائے کے نیچے دبادیا جائے یا جلتی ہوئی لکڑی کو برستی ہوئی بارش میں پھینک دیا جائے تو اس سے بارش بند ہوجاتی ہے۔

اور بعض لوگ زیادہ بارش ہونے کے وقت مٹی کا ایک چھوٹا سا پتلا بناکر چھت کے پرنالے کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بارش رک جائے گی۔

حالانکہ ان حرکتوں سے بارش کے ہونے یا رکنے کا کوئی بھی تعلق نہیں، بارش کا برسانا اور نہ برسانا خالص اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی نسبت ایسی بے بنیاد چیزوں کی طرف کرنا ایمان کو کمزور کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے انسان کے توکل کو ہٹادیتا ہے۔

(۹۲)......بعض لوگ چوری چکاری ہوجانے پر لوٹے وغیرہ سے فال نکالتے ہیں جس کے نام کی پرچی پر لوٹا وغیرہ گھوم جاتا ہے اسے چور قرار دے دیتے ہیں۔

حالانکہ اس قسم کے فال سے کسی پر کوئی الزام و بہتان باندھنا اور یقین کر لینا کہ یہی مجرم ہے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

(۹۳)......بعض لوگ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے درمیان یا شعبان کے مہینے میں یا کسی اور مخصوص مہینے، دن اور تاریخ میں شادی کو معیوب سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اسلام نے کوئی مہینہ اور دن یا وقت ایسا نہیں بتایا جس میں نکاح منحوس یا منع ہو۔

(۹۴)......بعض لوگ اپنے بچوں کے سروں پر ایک طرف کو بالوں کی لٹ چھوڑ دیتے ہیں جس کی پہلے سے منت مانی ہوئی ہوتی ہے۔

اسی طرح بعض لوگ اپنے بچوں کے کسی بزرگ یا دربار کے لئے منت مان کر ناک اور کان وغیرہ میں سوراخ کرا لیتے ہیں، اور اسی طرح کی بعض دوسری حرکتیں بھی درباروں اور مزاروں کے حوالے سے انجام دی جاتی ہیں۔

حالانکہ اس قسم کی تمام حرکتیں کبیرہ گناہ اور بعض شرک کے قریب ہیں، اس طرح کی منت ماننا بھی گناہ ہے اور منت ماننے کے بعد اس کا پورا کرنا بھی گناہ ہے۔

(۹۵)......مشہور ہے کہ اگر کوئی مانگنے والا اللہ کے نام پر مانگے تو اس کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرنا چاہئے ورنہ اللہ کی پکڑ آ جاتی ہے۔

حالانکہ شرعاً ایسی کوئی بات نہیں، کیونکہ بہت سے مانگنے والے پیشہ ور فقیر ہوتے ہیں (جن کا پیشہ اور دھندا ہی مانگنا اور کھانا ہوتا ہے) یا صحیح مستحق نہیں ہوتے یا غیر شرعی کاموں کے لئے مانگتے ہیں اور ایسے لوگوں کا تو خود سوال کرنا اور مانگنا ہی حرام ہے اور سوال کرنے پر ایسے لوگوں کو دینا بھی باعثِ وبال ہے خواہ وہ اللہ ہی کے نام پر کیوں نہ مانگیں، اور جو صحیح مستحق ہو اس کی مدد کرنا کارِ ثواب ہے خواہ وہ اللہ کے نام پر بھی نہ مانگے بلکہ بالکل بھی نہ مانگے۔ اس سے ان لوگوں کی غلطی بھی معلوم ہوگئی جو ہر قسم کے مانگنے والے کو دینا ثواب سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کسی سائل کو خالی نہیں بھیجنا چاہئے۔

(۹۶)......بعض لوگ درباروں اور مزاروں کے نام پر (عرس وغیرہ کے لئے) چندہ کرنے والوں

کا تعاون کرنا بہت بڑا ثواب خیال کرتے ہیں، جبکہ مانگنے والے اکثر اور بیشتر نشہ کے عادی یا پیشہ ور لوگ ہوتے ہیں، اسی طرح دوسری بدعات مثلاً میلاد النبی کے جلوس، گیارہویں وغیرہ کے لئے تعاون کرنے کو بھی بہت باعثِ برکت اور ضروری خیال کرتے ہیں۔

حالانکہ اس قسم کے مانگنے والوں کو چندہ دینا گناہ ہے اور ان اغراض کے لئے تعاون بھی جائز نہیں۔

(۹۷)......بعض لوگ اور خاص کر عورتیں رات کو درخت ہلانے اور کاٹنے سے اس لیے منع کرتی ہیں کہ اس سے وہ بے چین یا بے آرام ہو جاتا ہے۔

مگر اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں، البتہ رات کو بلاضرورت درخت کی چھیڑ چھاڑ کرنا اس لیے مناسب نہیں کہ درخت پر مختلف قسم کے جانور یا پرندے موجود ہوتے ہیں اور رات کے وقت وہ آرام میں مشغول ہوتے ہیں، یہ اُن کی تکلیف کا باعث ہے اور بعض اوقات کوئی موذی جانور کاٹ بھی لیتا ہے۔

(۹۸)......بعض لوگ جنازہ دیکھ کر ہر حال میں کھڑا ہونا اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا تو اس کا ہمزاد یا فوتگی کا اثر ہمارے اوپر پڑ جائے گا۔

حالانکہ شرعاً یہ بات بھی ثابت نہیں، البتہ جنازے کے ساتھ جانا مقصد ہو یا اور کوئی ضرورت ہو تو الگ بات ہے، ورنہ بلاضرورت جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کو ضروری سمجھنے کی رسم بھی فضول ہے۔

(۹۹)......بعض لوگوں اور خاص کر عورتوں میں مشہور ہے کہ نماز پڑھ کر فوراً ہی جائے نماز کا کونا الٹ دینا چاہئے ورنہ شیطان اس پر نماز پڑھنے اور عبادت کرنے لگتا ہے۔

حالانکہ یہ تصور غلط ہے، یہ عجیب فلسفہ ہے کہ شیطان دوسروں کو تو عبادت سے روکتا ہے مگر خود عبادت کرتا ہے؟ شیطان کے بارے میں عبادت کا عقیدہ ہی غلط ہے، عبادت تو حکمِ الٰہی بجالانے کا نام ہے، جبکہ شیطان حکمِ الٰہی کا سب سے بڑا نافرمان اور منکر ہے۔ لہٰذا جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر جائے نماز الٹی نہ جائے تو شیطان نماز پڑھتا ہے بالکل مہمل اور لایعنی بات ہے۔ البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جائے نماز کو اس لئے تہ کرنا یا اٹھا کر رکھنا تا کہ خراب نہ ہو یہ معقول بات ہے اور اپنی جگہ صحیح ہے، اس میں شیطان کے نماز پڑھنے کا عمل دخل نہیں۔

(۱۰۰)......بعض عورتیں کہتی ہیں کہ جو عورت روٹی پکاتے ہوئے درمیان میں خود کھالے وہ جنت میں داخل نہ ہوگی۔

مگر یہ بھی توہم پرستی ہے، شریعت میں کہیں بھی یہ تصور نہیں پایا جاتا۔

(۱۰۱)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ مخصوص رنگ کے (مثلاً پیلے یا سرخ) کپڑے پہننے سے مصیبت آتی ہے۔ مگر یہ بھی توہم پرستی ہے۔ رنگوں سے کچھ نہیں ہوتا انسان اعمال سے اللہ کی نظر میں مقبول یا مردود ہوتا ہے، البتہ مَردوں کو عورتوں والے مخصوص رنگوں کا لباس پہننا شرعاً منع ہے۔

(۱۰۲)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ الٹی چپل پڑی ہو تو وہ سیدھی کر دینی چاہئے ورنہ لعنت اوپر کو جاتی ہے۔

حالانکہ اس طرح لعنت اوپر جانے کا تصور غلط ہے، البتہ الٹی چپل کو سیدھی کر دینا اچھی بات ہے۔

(۱۰۳)......بعض لوگ شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر نجومیوں وغیرہ سے معلوم کرتے ہیں کہ دونوں کے ستارے آپس میں ملتے ہیں یا نہیں؟

جبکہ یہ ستارہ پرستی بھی جاہلیت کی رسم ہے۔

(۱۰۴)......بعض لوگ علم الاعداد میں نام وغیرہ کے اعداد کی تاثیرات کے نظریہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی ستاروں کے اثرات سے ملتا جلتا علم ہے جو جائز نہیں۔

(۱۰۵)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ رات کو انگلیاں چٹخانے سے نحوست آتی ہے۔

مگر شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاوجہ انگلیاں چٹخانا پسندیدہ نہیں۔

(۱۰۶)...... یہ مشہور ہے کہ گائے کے سینگ بدلنے سے زلزلہ ہوتا ہے۔ اور اس بات کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی جاتی ہے کہ یہ بات آپ کے ارشاد سے ثابت ہے۔

مگر اس بارے میں عرض ہے کہ کوئی معتبر روایت اس بارے میں آپ ﷺ سے ثابت نہیں اس لئے یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔

(۱۰۷)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ بینگن کو جس نفع کے لئے کھایا جائے اس سے وہی نفع اور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

یہ بھی خودساختہ بات ہے۔شریعت میں اس کی کوئی صحیح سند نہیں۔

(۱۰۸)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جو شخص غیر شادی شدہ فوت ہوجائے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا صحیح نہیں ہوتا۔حالانکہ شرعاً یہ بھی مہمل بات ہے،البتہ بلاعذر نکاح نہ کرنا شریعت میں پسندیدہ عمل نہیں۔

(۱۰۹)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہیجڑے (خسرے، زنخے) معصوم اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اوران سے شرعی احکام معاف ہوتے ہیں۔

جبکہ یہ سوچ بھی غلط ہے،کیونکہ انسانوں میں معصوم تو صرف انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ذات ہوتی ہے۔اورشرعی احکام توان سے بھی معاف نہیں ہوتے۔

(۱۱۰)......مشہور ہے کہ مردہ کو دفن کرنے کے بعد چالیس قدم چل کراس کے لئے دعاء کرنی چاہئے ورنہ اس کا ہمزاد قبر سے واپس آجاتا ہے۔

مگر یہ بھی لغو بات ہےاورایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔

(۱۱۱)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ بارات کے آگے بہت بلائیں ہوتی ہیں اوروہ بارات سے آگے چلنے والے کو چمٹ جاتی ہیں،لہٰذا بارات کے آگے نہیں چلنا چاہئے بلکہ اس کے پیچھے یا ساتھ چلنا چاہئے۔

حالانکہ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

(۱۱۲)...... بعض لوگوں خاص کرعورتوں کا خیال ہے کہ چھوٹے بچے کے شروع کے دانت نکلنے کے بعد اگر دانت بجنے کی آواز آتی ہوتو یہ بچہ اپنی ننھیال پر بھاری ہوتا ہےاوراس بھاری پن کے دورکرنے کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ ننھیال والے اس بچے کو کپڑوں کا ایک جوڑا تیار کرکے دیں۔

جبکہ یہ بدفالی میں داخل ہےاوراس قسم کی سوچ گناہ ہے۔

(۱۱۳)......اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی بچہ کے دانت الٹے نکل آئیں تو وہ بچہ ننھیال یا ماں پر بھاری ہوتا ہے۔

مگر شریعت سے ایسی کوئی بات بھی ثابت نہیں۔

(۱۱۴)...... بعض لوگ خاص کر عورتیں قرآن مجید کی ہر سطر پر انگلی رکھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کو قرآن مجید کا ختم سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ جس کو قرآن مجید پڑھنا نہ آتا ہو وہ پورے قرآن مجید کی سطروں پر انگلی پھیرتی جائے اور بسم اللہ پڑھتی جائے ،اخیر میں اس کو پورے قرآن مجید کے ختم کا ثواب مل جاتا ہے۔حالانکہ یہ خیال باطل ہے،اس سے قرآن مجید کے ختم کا ثواب نہیں ملتا،البتہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۱۵)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بیمار شخص کے لئے دو آدمی ڈاکٹر یا حکیم کو بلانے کے لئے جائیں تو اس سے بیمار صحت یاب نہیں ہوتا۔جبکہ یہ بھی غلط سوچ ہے۔

(۱۱۶)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین پر نمک گرادینے سے قیامت کے دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔

حالانکہ ایسی کوئی بات بھی شریعت سے ثابت نہیں البتہ بلاضرورت اللہ کی نعمت کو ضائع کرنا اور اس کی بے قدری کرنا گناہ ہے۔

(۱۱۷)......بعض لوگ کنواں یا بورنگ کرنے پر جب پانی نکل آئے تو اس میں کوئی میٹھی چیز ڈالتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس میں حضرت خضر ہوتے ہیں اور اس عمل کی وجہ سے پانی میٹھا برآمد ہوتا ہے اور ہمیشہ میٹھا رہتا ہے۔

جبکہ یہ عقیدہ بھی اسلام سے ثابت نہیں، بلکہ خودساختہ ہے۔

(۱۱۸)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب سانپ کی عمر سوسال سے زیادہ ہوجاتی ہے تو وہ انسانی روپ اختیار کرلیتا ہے۔

جبکہ یہ ہندوانہ سوچ ہے جو اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے۔

(۱۱۹)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سانپ کو ماردے تو اس مرے ہوئے سانپ کا جوڑا (نر یا مادہ) اس مارنے والے شخص سے ضرور بدلہ لیتا ہے،خواہ کہیں بھی ہو۔

جبکہ شریعت سے اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں،لہٰذا ایسا عقیدہ بنالینا غلط ہے۔

(۱۲۰)......بعض لوگ خاص سانپ کے کاٹے ہوئے لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر

سال اسی تاریخ میں انہیں سانپ کاٹا کرتا ہے۔

مگر ایسا ہونا ضروری نہیں،اس لیے یہ عقیدہ بنالینا بھی غلط ہے۔

(۱۲۱)......بعض لوگ کافر کی استعمال شدہ کسی چیز کا خود استعمال کرنا ہر حال میں ناجائز اور نحوست کا باعث سمجھتے ہیں،خواہ وہ چیز جائز طریقہ پر حاصل ہوئی ہو اور اس میں کوئی ناپاکی بھی شامل نہ ہو اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کافر کی استعمال شدہ چیز کسی طرح پاک نہیں ہوسکتی۔

حالانکہ یہ خیال غلط ہے، ناپاک چیز کو شرعی طریقہ پر پاک کر لینے کے بعد استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے

(۱۲۲)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر گھر کے دروازے پر گھوڑے کے تلوے میں استعمال شدہ لوہا لٹکا دیا جائے تو جنات وغیرہ گھر میں داخل نہیں ہوتے۔

حالانکہ ایسی کوئی بات اسلام میں ثابت نہیں۔

(۱۲۳)......بعض گھرانوں میں نئی دلہن کو خاص قسم کا کھانا پکا لینے سے پہلے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیا جاتا۔اور اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔

مگر اسلامی شریعت سے یہ پابندی ثابت نہیں۔

(۱۲۴)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین پر گرم پانی ڈالنے سے زمین کو تکلیف ہوتی ہے۔جبکہ زمین پر گرم پانی ڈالنے سے زمین کو تکلیف ہونے کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۲۵)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کاٹا ہوا ناخن کسی کے پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ شخص اس شخص کا (جس نے ناخن کاٹا ہے) دشمن بن جاتا ہے۔

مگر یہ بھی توہم پرستی ہے۔

(۱۲۶)......بعض لوگ منگل یا بدھ کے روز سرمہ لگانے یا بال کٹانے کو برا خیال کرتے ہیں۔

حالانکہ ان دنوں میں، بلکہ کسی بھی دن میں سرمہ لگانے یا بال کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۲۷)......بعض عورتوں میں مشہور ہے کہ پہلے بچہ کی پیدائش سے پہلے کوئی کپڑا نہیں سینا چاہئے جبکہ یہ پابندی بھی خودساختہ ہے۔

(۱۲۸)......بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ بچہ کو زوال کے وقت پالنے یا جھولے میں نہ لٹایا جائے اور نہ

ہی دودھ پلایا جائے ورنہ بھوت پریت کا سایہ ہوجاتا ہے۔

مگراس عقیدہ ونظریہ کا اسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۲۹)......بعض لوگ خصوصاً عورتیں چیچک اور کنٹھی کے مرض میں علاج کرنے کو بُرا خیال کرتے ہیں اور بعض لوگ اس مرض کو بھوت پریت کا اثر سمجھتے ہیں۔

جبکہ چیچک اور کنٹھی اور بیماریوں کی طرح کی بیماریاں ہیں اور اللہ کے حکم سے آتی ہیں۔

(۱۳۰)......بعض لوگ ایسے وقت جھاڑو دینے کو منع کرتے ہیں جب کوئی سفر کو جارہا ہو یا ابھی سفر پر گیا ہو۔حالانکہ ایسے وقت جھاڑو دینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۱)...... اسی طرح بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ جو عورت حیض یا حمل کی حالت میں فوت ہوجائے تو اس کو سَنگل (زنجیر) ڈال کر دفن کیا جائے کیونکہ وہ ڈائن ہوجاتی ہے اور جو اسے ملے اس کو کھاجاتی ہے۔

جبکہ کسی کے متعلق ایسا عقیدہ گھڑ لینا سخت گناہ کی بات ہے۔

(۱۳۲)......بعض لوگ (نعوذ باللہ تعالیٰ) سمجھتے ہیں کہ سورۂ ''ناس'' کا وظیفہ پڑھنے سے ناس ہوجاتا ہے۔

حالانکہ سورۂ ناس تو انسان کی خیر اور بھلائی کے لئے نازل ہوئی ہے، ناس ہونے کے کیا معنیٰ؟ اور پھر ''ناس'' عربی کا لفظ ہے، جس کے معنیٰ انسانوں اور لوگوں کے آتے ہیں، خراب اور ناس کرنے کے نہیں آتے، اس لئے سورۂ ناس کے ورد سے ناس ہونے کا عقیدہ بنالینا قرآن مجید اور سورۂ ناس کے مضمون کے خلاف ہے، البتہ کسی بھی چیز کا اتنا زیادہ ورد کرنا جس سے دماغ میں خشکی آجائے، یہ غلط ہے، خواہ سورۂ ناس ہو یا اور کوئی سورۃ ہو یا پھر کوئی دوسرا ذکر ہو۔

(۱۳۳)......بعض لوگ ٹانگ پر ٹانگ رکھنے کو منحوس سمجھتے ہیں۔

حالانکہ شریعت کی رُو سے یہ منحوس عمل نہیں ہے۔

(۱۳۴)...... خاص علاقوں میں مشہور ہے کہ جب کسی عورت کے یہاں بچہ پیدا ہو تو وہ عورت ضرور چشمے یا کنویں وغیرہ پر جاکر کپڑے کا ٹکڑا باندھے۔

جبکہ شرعاً یہ توہّم پرستی ہے۔

(۱۳۵)......بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھ کر کھانا کھایا جائے، یا اگر کوئی چولہے میں ہاتھ دھولے تو مقروض ہوجاتا ہے۔

حالانکہ یہ جاہلانہ سوچ ہے۔

(۱۳۶)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دوپہر کو ٹھیک زوال کے وقت مُردہ کو دفن کرنے سے اس کا ہمزاد باہر رہ جاتا ہے اور پھر دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

جبکہ یہ بھی توہم پرستی میں داخل ہے۔

(۱۳۷)......بعض لوگ سوتے وقت قطب شمالی کی طرف پاؤں کرنے سے منع کرتے ہیں۔

جبکہ شریعت کے نزدیک یہ گناہ نہیں۔

(۱۳۸)......بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر نئی دلہن اپنے گھر یا الماری یا صندوق کو تالا لگادے تو اس کے گھر کا تالا لگ جاتا ہے یعنی اس کا گھر ویران ہوجاتا ہے۔

مگر یہ سوچ بھی جہالت پر مبنی ہے۔

(۱۳۹)......بعض لوگ عورت کے پہلے بچے کی ولادت کو عورت کے والدین کے گھر ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔

مگر شرعاً یہ ضروری نہیں۔

(۱۴۰)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ میاں بیوی کو ایک بزرگ سے مرید یا بیعت نہیں ہونا چاہئے ورنہ دونوں بہن بھائی ہوجاتے ہیں۔

حالانکہ ایک بزرگ کے مرید ہونے سے میاں بیوی بہن بھائی نہیں بنتے۔

(۱۴۱)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر خالی قینچی چلائی جائے تو اس سے لڑائی اور جھگڑا پیدا ہوجاتا ہے۔جبکہ یہ سوچ غلط ہے۔

(۱۴۲)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ سورج غروب ہونے کے وقت پانی وغیرہ نہیں پینا چاہئے۔

مگراس کی بھی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

(۱۴۳)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ دو بہن بھائیوں کی شادی ایک وقت میں نہیں کرنی چاہئے ورنہ یہ شادی میاں بیوی اور گھر والوں پر بھاری ہوتی ہے۔

جبکہ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

(۱۴۴)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ بچہ کی پیدائش کے وقت اس کا والد جو کام کر رہا ہوتا ہے، وہ بچہ کے جسم پر داغ کی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

حالانکہ یہ بھی بے بنیاد سوچ ہے۔

(۱۴۵)......بعض لوگ خاص طور پر عورتیں خالی پڑی ہوئی چارپائی کے سامنے نماز پڑھنے کو معیوب سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اس کے سامنے نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ ''مرت سیج'' ہے۔

حالانکہ خالی چارپائی کے سامنے نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی عیب نہیں۔

(۱۴۶)......بعض لوگ ایسے شخص کو (خواہ مرد ہو یا عورت) جس کے پاؤں چلتے ہوئے زمین پر کچھ ٹیڑھے رکھے جاتے ہوں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ منحوس ہوتا ہے۔

مگر یہ عقیدہ بھی زمانۂ جاہلیت سے ملتا جلتا ہے

(۱۴۷)...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہیجڑوں کی نمازِ جنازہ پڑھنا صحیح نہیں، اوراسی طرح ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی ٹھیک نہیں، اس سے دوسرے مُردوں پر نحوست پڑتی ہے۔

جبکہ شرعاً یہ بھی بے بنیاد بات ہے۔

(۱۴۸)......اگر کوئی بات کر رہا ہو اور اس درمیان بجلی (لائٹ) چلی جائے تو بعض لوگ ایسے شخص کی بات کو غلط بیانی یا جھوٹ پر محمول کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ بھی غلط سوچ ہے، کسی کے بارے میں ایسا نظریہ قائم کر لینا بدگمانی اور بدفالی میں شامل اور گناہ ہے۔

(۱۴۹)......بعض علاقوں میں دولہا دلہن کی رخصتی کے بعد کسی بزرگ وغیرہ کی قبر پر جا کر سلام کرایا جاتا ہے، اور سمجھا جاتا ہے کہ اس عمل کی وجہ سے میاں بیوی کے تعلقات اچھے رہتے ہیں، ورنہ

اختلافات کا شکار ہوجاتے ہیں۔

مگر یہ عقیدہ بھی من گھڑت ہے۔

(۱۵۰)......بعض لوگ کسی کو ہدیہ میں قینچی یا چھری دینے سے گھر میں نحوست ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔مگر یہ عقیدہ بھی سراسر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(۱۵۱)......بعض لوگ میت کو غسل دینے سے بدفالی لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میت کی نحوست غسل دینے والے کے اوپر منتقل ہوجاتی ہے۔

حالانکہ یہ نظریہ جاہلوں کا گھڑا ہوا ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، شریعت نے تو میت کو غسل دینے کی فضیلت بیان کی ہے، نہ کہ نحوست۔

(۱۵۲)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب کسی کا تذکرہ کیا جائے اور تذکرہ کرتے ہی کوئی خلافِ طبیعت بات پیش آجائے یا نقصان ہوجائے، مثلاً بجلی چلی جائے، کسی کو چوٹ لگ جائے وغیرہ، تو یہ تذکرہ کئے جانے والے شخص کے بُرا یا منحوس ہونے کی نشانی ہے۔

حالانکہ اس طرح کسی کا تذکرہ کرنا نقصان ہوجانے کی دلیل نہیں۔

(۱۵۳)...... اسی طرح بعض لوگ یہ بھی سوچ رکھتے ہیں کہ اگر شیطان کا ذکر کیا جائے اور اس وقت کوئی شخص آجائے تو اُس شخص کے شیطان ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔

جبکہ اس طرح کسی کی طرف شیطان کی نسبت کرنا غلط اور گناہ ہے۔

(۱۵۴)......بعض لوگ جمعہ کے دن عید واقع ہوجانے کو عوام یا حکومت پر بھاری یا منحوس سمجھتے ہیں۔

حالانکہ شرعاً اس کی بھی کوئی اصل نہیں، حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی عید اور جمعہ ایک دن میں اکھٹے ہوجاتے تھے اور آپ ﷺ نے کبھی اس طرح ہونے کو بھاری یا منحوس قرار نہیں دیا۔

(۱۵۵)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خنزیر یا سور کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے۔مگر شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

البتہ بلاضرورت خنزیر کا نام لینا اور خاص طور پر کسی انسان وغیرہ کو گالی کے طور پر خنزیر یا سور کہنا

درست نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

(۱۵۶)......بعض لوگ دکان وغیرہ میں ناخن کاٹنے سے منع کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس طرح دکان وغیرہ میں نحوست پیدا ہوجاتی ہے۔

حالانکہ یہ خیال بھی باطل ہے۔

(۱۵۷)...... بعض لوگ مردہ کے داہنے کان میں کہا سنا معاف کراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح کہاسُنا معاف ہوجاتا ہے۔

جبکہ شرعی اعتبار سے اس طرح کسی مردہ کے کان میں کہاسُنا معاف کرانے سے مُردہ کی طرف سے معافی نہیں ہوتی۔

(۱۵۸)......بعض لوگ اپنی دکانوں وغیرہ میں کسی بزرگ کی تصویر لٹکاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے اُس جگہ اور کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔

جبکہ یہ جاہلانہ وہندوانہ سوچ ہے، اسلامی اعتبار سے یہ عمل خیر وبرکت کا باعث نہیں بلکہ گناہ اور بے برکتی کا باعث ہے، ایکؔ تو خود یہ عمل گناہ ہے اور گناہ سے بے برکتی آتی ہے، دوسرؔے جاندار کی تصویر والے مقام پر رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور جو جگہ رحمت کے فرشتوں سے خالی ہو، وہاں برکت کے کیا معنیٰ؟

(۱۵۹)......بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو کوئی موت واقع نہیں ہوتی کیونکہ اس دن نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔

مگر یہ عقیدہ بھی سراسر باطل ہے۔ایکؔ تو حضور ﷺ کی وفات کی تاریخوں میں ہی اختلاف ہے، ۱۲/ربیع الاول کو یقینی طور پر آپ ﷺ کے وصال کی تاریخ قرار دینا درست نہیں، دوسرؔے اگر مان بھی لیا جائے کہ آپ ﷺ کا وصال ۱۲/ربیع الاول کو ہوا تھا، تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی اور شخص کا اس تاریخ میں وفات پانا ممکن نہ ہو، تاریخ اور مشاہدہ سے اس تاریخ میں دوسرے لوگوں کا وفات پانا ثابت ہے۔

(۱۶۰)...... بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ گلاب کا پھول آپ ﷺ کے پسینے مبارک یا معراج کی

رات والے براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔
مگراس قسم کی کوئی بات بھی شریعت میں صحیح سند سے ثابت نہیں
(۱۶۱)...... بعض لوگ قبروں پر رکھے ہوئے پتھروں اور چراغوں کے تیل کوجسم پر ملتے ہیں، اوراس کوخیروبرکت اور بیماری سے شفاء کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔
حالانکہ اس قسم کی حرکات زمانۂ جاہلیت سے ملتی جلتی ہیں۔
(۱۶۲)......بعض لوگ میت کودومرتبہ غسل دیناضروری سمجھتے ہیں۔
جبکہ شرعاً دومرتبہ غسل دینے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں،اس لیے دومرتبہ غسل کوضروری سمجھنے کی رسم گناہ ہے،میت کوصرف ایک مرتبہ سنت کے مطابق غسل دینے پراکتفاء کرنا چاہیے۔
ہرمسلمان کواس قسم کی بدفالیوں،بدشگونیوں اورجاہلانہ سوچوں سے اپنے آپ کومحفوظ رکھنا چاہیے۔

ایک شبہ کا جواب

بعض لوگ مختلف قسم کی بدفالیوں پراس لئے یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس قسم کی چیزوں کا بعض اوقات مشاہدہ کیا ہوا ہوتا ہے،اوراس مشاہدہ کی وجہ سے ان کے یقین میں پختگی پیدا ہوجاتی ہے،پھر دوسرے کے نفی کرنے سے بھی وہ بات دل ودماغ سے نہیں نکلتی۔اس سلسلہ میں دواصول ذہن میں رکھنے چاہئیں،جن کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ بدفالی اور بدشگونی وغیرہ سے حفاظت رہے گی۔
(۱)......ممکن ہے کہ کسی کے عقیدہ خراب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں ڈھیل اوراستدراج کا معاملہ ہو،کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھا جاتا ہے تو عموماً خیر کا معاملہ ہی ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ سے بدظنی اور بدگمانی رکھی جاتی ہے تو پھراللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں اسی طرح کا فیصلہ مقدر کردیا جاتا ہے
(۲)......ممکن ہے کہ اس قسم کے واقعات کا وجود ایک اتفاقی چیز ہولیکن اس نے اپنے عقیدے کی خرابی کی وجہ سے اس واقعہ کواپنے گمان کے مطابق منطبق اور فِٹ کرلیا ہواور یہ ایک نفسیاتی چیز ہے جس کا سمجھنا کسی عقل مندانسان کے لئے مشکل نہیں۔

گناہوں کی فہرست

گناہوں کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔
گناہوں کی دو قسمیں ہیں:

ایک کبیرہ گناہ۔ دوسرے صغیرہ گناہ

کبیرہ گناہ کا مطلب ہے بڑا گناہ، اور صغیرہ گناہ کا مطلب ہے چھوٹا گناہ۔
گناہ دراصل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کام کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی خواہ بڑے گناہ کی شکل میں ہو یا چھوٹے گناہ کی شکل میں، بہرحال انسان کو ہر ایک سے بچنے کی ضرورت ہے۔
البتہ کبیرہ وصغیرہ گناہوں کے بعض چیزوں میں فرق کی وجہ سے ان کو کبیرہ وصغیرہ گناہوں کا نام دیا جاتا ہے۔
مثلاً یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے والا فاسق قرار دیا جاتا ہے، جس پر شریعت نے مخصوص احکام لگائے ہیں، اور صغیرہ گناہ کرنے والا فاسق قرار نہیں دیا جاتا۔
اسی طرح صغیرہ گناہ تو بہت سے نیک اعمال سے بھی معاف ہو جاتے ہیں لیکن کبیرہ گناہوں کے بارے میں اصولی وتحقیقی بات یہ ہے کہ وہ بغیر توبہ وندامت کے معاف نہیں ہوتے اور حقوقُ العباد حق ادا کئے بغیر یا صاحبِ حق کے معاف کئے بغیر معاف نہیں ہوتے۔
اور سچی توبہ کے لئے تین باتیں ضروری ہیں:

(الف)...... پہلی یہ کہ گزرے ہوئے گناہوں پر افسوس اور شرمندگی کا ہونا اور ساتھ ہی جِن چیزوں کی قضاء ضروری ہے خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں (جیسے قضاء نمازیں، روزے، زکوٰۃ، حج، قربانی، صدقۂ فطر، قسم کا کفارہ جائز منت وغیرہ) ان کو حسبِ قدرت ادا کرنا اور خواہ بندوں کے حقوق ہوں (جیسے قرض ودَین، میراث، کسی بھی قسم کا جانی و مالی نقصان اور ایذاء رسانی وغیرہ) ان کو ممکنہ حد تک ادا کرنے کی کوشش کرنا یا حقدار سے معافی حاصل کرنا۔

(ب)......دوسری یہ کہ توبہ کرتے وقت فوراً ان گناہوں کو چھوڑ دینا اور ان سے الگ ہو جانا

(ج)......تیسری یہ کہ توبہ کرنے کے وقت آئندہ کے لئے ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا (معارف القرآن ج۲،بتغیر)

مگر کبیرہ اور صغیرہ کے بارے میں جو بہت سے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ کبیرہ گناہ بچنے والی چیز ہے، اور صغیرہ گناہ بچنے والی چیز نہیں، کیونکہ ان میں کوئی بُرائی نہیں یا معمولی خرابی ہے۔

یہ غلط ہے؛ کیونکہ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کی حیثیت سے ہر گناہ وبال اور عذاب کا ذریعہ ہے، جس طرح آگ کا بڑا انگارہ، بڑا سانپ اور بچھو تباہ کُن ہے، اسی طرح چھوٹی چنگاری، چھوٹا سانپ، چھوٹا بچھو وغیرہ بھی تباہ کُن اور مصیبت ہے۔

پھر جب صغیرہ گناہ کو مسلسل کیا جاتا ہے تو وہ بھی کبیرہ گناہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

گناہوں میں بعض تو کفر وشرک کی حدود میں داخل ہیں، جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور بعض گناہ شرک وکفر سے نیچے درجے کے ہیں، ایسے گناہ چاہے کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں، جب تک اُن کو بُرا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا، لیکن کمزور ہو جاتا ہے، البتہ ان میں بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

آگے چند گناہوں کی فہرست دی جاتی ہے، تاکہ گناہوں کا گناہ ہونا معلوم ہو، اور ان سے بچنے کا اہتمام کیا جائے۔

(۱)......**اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا:** خواہ ذات میں ہو، یا صفات میں۔

(۲)......**رسول اللہ ﷺ کی طرف جان بوجھ کر کسی جھوٹے قول یا فعل کو منسوب کرنا:**

(۳)......**اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا:**

(۴)......**اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا:**

(۵)......**خودکشی کرنا یا اپنے کسی جسم کے حصے کو اپنے اختیار سے ضائع کر دینا:**

(۶)......**تقدیر کا انکار کرنا:**

(۷)......**نجومی یا کاہن (غیب کی خبریں بتلانے والوں) کی تصدیق کرنا:**

(۸)......غیرُ اللہ کو خوش کرنے کے لیے جانور کو قربان کرنا:

(۹)......کسی مسلمان کو حالتِ اسلام میں کافر قرار دینا:

(۱۰)......کسی صحابی کو بُرا کہنا:

(۱۱)......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیقِ اکبر اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دینا:

(۱۲)......جادو سیکھنا اور سِکھانا یا اس پر عمل کرنا:

(۱۳)......ماں باپ کی نافرمانی کرنا:

(۱۴)......قریبی رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنا: یعنی اُن کے حقوق ادا نہ کرنا۔

(۱۵)......قصداً فرض نماز کو چھوڑ دینا یا پابندی نہ کرنا یا بلا عذر قضا کر دینا:

(۱۶)......بلا عذر رمضان کا روزہ چھوڑ دینا یا توڑ دینا:

(۱۷)......زکاۃ ادا نہ کرنا:

(۱۸)......فرض حج ادا کیے بغیر مَر جانا:

(۱۹)......باوجود قدرت کے اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا:

(۲۰)......گناہ پر کسی کا تعاون کرنا یا کسی کو گناہ پر آمادہ و تیار کرنا:

(۲۱)......کسی گمراہی (بدعت وغیرہ) کی دعوت و تبلیغ کرنا یا کوئی بدعت و بُری رسم نکالنا:

(۲۲)......قرآن مجید کو یاد کر کے بُھلا دینا: یعنی اپنی لاپرواہی سے بھلا دینا، کسی مرض وضعف سے ایسا ہو جائے، تو وہ اس میں داخل نہیں؛ اور بعض علماء نے فرمایا کہ قرآن مجید بُھلا دینا جو کبیرہ گناہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا بھول جائے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔

(۲۳)......علماء اور حفاظِ قرآن کو بُرا کہنا، اُن کو بدنام کرنے کے درپے ہونا:

(۲۴)......کسی مسلمان کو ظلماً نقصان پہنچانا:

(۲۵)......کسی کو ناحق قتل کرنا:

(۲۶)......مسلمان کی طرف بندوق، تلوار یا چاقو وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا:

(۲۷)......دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا: جس کو دنیا کی محبت کہا جاتا ہے۔

(۲۸)......قدرت ہوتے وقت میدانِ جہاد سے بھاگنا:

(۲۹)......جھوٹ بولنا:

(۳۰)......عہد توڑنا اور وعدہ خلافی کرنا:

(۳۱)......جھوٹی گواہی دینا:

(۳۲)......ضرورت کے موقع پر گواہی کو چھپانا:

(۳۳)......جھوٹی قسم کھانا:

(۳۴)......چُغل خوری کرنا:

(۳۵)......کسی ظالم کے پاس کسی کی چُغل خوری کرنا:

(۳۶)......غیبت کرنا:

(۳۷)......صدقہ وغیرہ دے کر احسان جتلانا اور تکلیف پہنچانا:

(۳۸)......احسان کرنے والے کی ناشکری کرنا:

(۳۹)......لڑائی جھگڑے کا عادی ہونا:

(۴۰)......لوگوں کے پوشیدہ عیبوں کو تلاش کرنا:

(۴۱)......کسی کھانے کی چیز کو بُرا کہنا: البتہ بنانے یا پکانے میں کوئی کوتاہی ہو تو اس کا اظہار کرنا گناہ نہیں۔

(۴۲)......اپنی بیوی کو ماں بیٹی کی طرح کہنا: جس کو عربی میں ظہار کہتے ہیں۔

(۴۳)......کسی عورت کو اُس کے شوہر کے پاس جانے اور اُس کے حقوق ادا کرنے سے روکنا:

(۴۴)......کسی جاندار کو آگ میں جلانا: سانپ، بچھو، بھڑ، کھٹمل وغیرہ کی ایذاء سے بچنے کی

اگر کوئی اورصورت جلانے کے سِوا نہ ہوتو حرج نہیں۔

(۴۵)......زنا کرنا:

(۴۶)......لواطت: یعنی ہم جنس سے بدفعلی کرنا۔

(۴۷)......اپنے ہاتھ یا کسی دوسرے عضو سے اپنی شہوت پوری کرنا:

(۴۸)......حیض ونفاس کی حالت میں صحبت کرنا:

(۴۹)......کسی جانوروغیرہ سے اپنی شہوت پوری کرنا:

(۵۰)......کسی پاک دامن مَرد یاعورت پرزنا کی تہمت لگانا:

(۵۱)......بے ریش لڑکے کی طرف شہوت سے نظر کرنا:

(۵۲)......لوگوں کے نسب پر طعنے دینا:

(۵۳)......دیاثت: یعنی اپنی بیوی، بیٹی وغیرہ کواپنے اختیار سے حرام میں مبتلا کرنایااس پرراضی ہونا،ایسے عمل کے مرتکب کودیوث کہا جاتا ہے۔

(۵۴)......قیادت: یعنی کسی اجنبی عورت کوحرام پرآمادہ کرنااوراس کے لیے دلالت کرنا۔

(۵۵)......شراب پینا: اگرچہ ایک قطرہ ہو،اسی طرح بَھنگ ، چرس اوردوسرے نشہ آور پاؤڈر یا دوسری لیکوڈ چیزیں کھانا، پینا،سونگھنا،لگانا۔

(۵۶)......کسی دوسرے کے گھر میں جھانکنا:

(۵۷)......کسی دوسرے کے گھر میں بلااجازت داخل ہونا:

(۵۸)......چوری کرنا:

(۵۹)......سود کھانا:

(۶۰)......یتیم کامال ناحق کھانا:

(۶۱)......لوٹ مار کرنااورڈاکہ ڈالنا:

(۶۲)......مالِ غنیمت میں خیانت کرنا:

(۶۳)......امانت میں خیانت کرنا:

(۶۴)......ناپ تول میں کمی کرنا:

(۶۵)......کسی کا مال غصب کرنا:

(۶۶)......رشوت لینا:

(۶۷)......مُردار جانور کا گوشت کھانا:

(۶۸)......خنزیر کا گوشت کھانا:

(۶۹)......جوا کھیلنا:

(۷۰)......مال میں اسراف: یعنی مصلحت وضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔

(۷۱)......مسلمانوں پر اشیاء کی مہنگائی سے خوش ہونا:

(۷۲)......کسی واجب حق کے ادا کرنے میں بُخل کرنا:

(۷۳)......زمین میں فساد پھیلانا:

(۷۴)......اپنے اُمیر سے غدّاری کرنا:

(۷۵)......کسی حاکم کا حق بات کو چھوڑ دینا:

(۷۶)......ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اُن کے حقوق میں برابری نہ کرنا:

(۷۷)......پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا:

(۷۸)......گانا سُننا اور سُنانا:

(۷۹)......طبلہ، سارنگی یا موسیقی کا کوئی اور آلہ بجانا:

(۸۰)......ناچنا اور رَقص کرنا:

(۸۱)......لوگوں کے سامنے اپنا سَتر کھولنا:

(۸۲)......مَردوں کا پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا: [۱]

---

[۱] یہاں تک وہ گناہ ذکر کیے گئے ہیں، جن کو متعدد اہلِ علم نے کبیرہ قرار دیا ہے، اور اس سے آگے کے گناہوں کو صغیرہ قرار دیا ہے، لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ بعض گناہوں کا صغیرہ وکبیرہ ہونا اختلافی ہے، نیز صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے بھی وہ کبیرہ کی فہرست میں داخل ہوجاتے ہیں، اس لئے صغیرہ گناہ سمجھ کر ان پر ارتکاب کی جرأت کرنا درست نہیں۔

(۸۳)......غیر محرم عورت کو دیکھنا:

(۸۴)......اجنبی مرد وعورت کا کسی تنہا مقام پر بیٹھنا یا ایک دوسرے کو ہاتھ لگانا:

(۸۵)...... بلاضرورت ایسے مکان کی چھت پر چڑھنا، جس سے دوسرے لوگوں کے مکانات سامنے پڑیں:

(۸۶)......کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا:

(۸۷)......ایسا جھوٹ بولنا جس سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے:

(۸۸)......کسی مسلمان کی ہجو وہتک کرنا، اگرچہ اشارہ کنایہ سے ہو اور بات سچی ہو:

(۸۹)......بلاعذر کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ تعلق وگفتگو ترک کرنا:

(۹۰)......ایک وقت میں ایک سے زیادہ طلاقیں دینا:

(۹۱)......بلاضرورت ایسی طلاق دینا جس میں نکاح ٹوٹ جاتا ہے: یعنی بائن طلاق دینا

(۹۲)......حیض کی حالت میں طلاق دینا:

(۹۳)......جس طہر (یعنی پاکی کے زمانے) میں صحبت کی جا چکی ہو، اس میں طلاق دینا:

(۹۴)......زبان کو حرکت دیئے بغیر صرف ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا:

(۹۵)......مسلمان سے بدگمانی کرنا:

(۹۶)......حسد کرنا:

(۹۷)......تکبر وخود پسندی کرنا:

(۹۸)......مصیبت پر آواز کے ساتھ چلا کر رونا، یا سینہ کوبی وغیرہ کرنا:

(۹۹)......لغو وباطل چیزوں اور باتوں میں وقت ضائع کرنا:

(۱۰۰)......کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا:

(۱۰۱)......گالی گلوچ وزبان درازی کرنا:

(۱۰۲)......کسی کے راز کو ظاہر کرنا:

(۱۰۳)......وعدہ کرتے وقت ہی دل میں وعدہ پورا نہ کرنے کا ارادہ ہونا:

(۱۰۴)......نماز میں اپنے اختیار سے ہنسنا:

(۱۰۵)......مکروہ اوقات میں (طلوع، غروب اور زوال کے وقت) نماز میں پڑھنا:

(۱۰۶)......سال کے پانچ دنوں (عیدین اور ایامِ تشریق) میں روزہ رکھنا:

(۱۰۷)......مسجد کے اندر یا مسجد کی چھت پر نجاست ڈالنا:

(۱۰۸)......مسجد میں کسی پاگل یا اتنے چھوٹے بچے کو لے جانا جس سے مسجد کے ناپاک ہونے کا خطرہ ہو:

(۱۰۹)......مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا:

(۱۱۰)......نماز میں کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیلنا: یعنی کسی عضو کو حرکت دینا یا کپڑے کو الٹ پلٹ کرنا۔

(۱۱۱)......نماز پڑھنے والے کے آگے اس کی طرف رُخ کر کے بیٹھنا یا کھڑا ہونا:

(۱۱۲)......نماز میں دائیں بائیں یا آسمان کی طرف دیکھنا:

(۱۱۳)......جنازے کی نماز مسجد کے اندر پڑھنا:

(۱۱۴)......کسی جاندار کی تصویر کے سامنے یا دائیں بائیں ہوتے ہوئے نماز پڑھنا یا اس پر سجدہ کرنا:

(۱۱۵)......جس کو جماعت کی نماز سے کوئی عذر نہ ہو اسے اذان سننے کے بعد گھر میں بیٹھ کر اقامت (یعنی جماعت کھڑی ہونے) کا انتظار کرتے رہنا:

(۱۱۶)......سستی کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑ دینا:

(۱۱۷)......جمعہ، عیدین اور نکاح کے خطبے کے وقت بات چیت کرنا:

(۱۱۸)......مسجد میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے بڑھنا:

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱۱۹)......زکوٰۃ یا حج فرض ہونے کے بعد بلا عذر تاخیر کرنا:

(۱۲۰)......شہر میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا:

(۱۲۱)......خرید وفروخت کے وقت سودے میں موجود عیب کو چھپانا:

(۱۲۲)......جب دو افراد کے درمیان کوئی معاملہ خرید وفروخت یا منگنی وغیرہ کا ہورہا ہو، جواب ہونے سے پہلے کسی تیسرے کا اپنی بات چیت چلانا:

(۱۲۳)......مَرد کا ریشمی لباس پہننا:

(۱۲۴)......اکڑ اکر اور اترا کر چلنا:

(۱۲۵)......غیر کی زمین میں بلا اجازت چلنا پھرنا:

(۱۲۶)......بلا عذر کسی فاسق وفاجر کے پاس بیٹھنا:

(۱۲۷)......پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا:

(۱۲۸)......شراب کی خرید وفروخت کرنا:

(۱۲۹)......شراب کو اپنے گھر میں رکھنا:

(۱۳۰)......شطرنج کھیلنا:

(۱۳۱)......کھڑے ہو کر پیشاب کرنا:

(۱۳۲)......غسل خانے یا پانی کے گھاٹ پر پیشاب کرنا:

(۱۳۳)......غسل واجب ہونے کی حالت میں اذان دینا:

(۱۳۴)......غسل واجب ہونے کی حالت میں بلا عذر مسجد میں داخل ہونا:

(۱۳۵)......جانور کو پشت کی طرف سے ذبح کرنا:

(۱۳۶)......مُردار جانور کھانا:

(۱۳۷)......حلال ذبح شدہ جانور کے ممنوع اعضاء کھانا: یعنی بہتا خون، نر کی پیشاب گاہ،

خصیتین (یعنی کپورے)، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ۔ اور بعض نے حرام مغز کو بھی منع لکھا ہے۔

(۱۳۸)......کسی جانور کا مُثلہ کرنا یعنی ناک کان وغیرہ کاٹنا:

(۱۳۹)...... اپنی اولاد کو چیز دینے میں برابری نہ کرنا: البتہ کسی اولاد کو علم وصلاحیت یا ضرورت ہونے کی وجہ سے زیادہ دینا گناہ نہیں۔

(۱۴۰)......عورت کا بغیر شرعی محرم کے سفر کرنا:

(۱۴۱)......کتا پالنا: شکار کے لئے یا کھیت، باغ اور گھر کی حفاظت کے لئے پالنا جائز ہے۔

(۱۴۲)......غصب شدہ زمین کی پیداوار سے کھانا:

(۱۴۳)...... پیٹ بھرنے کے باوجود زیادہ کھانا:

(۱۴۴)......بغیر بھوک کے خواہ مخواہ کھانا:

(۱۴۵)......سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا:

(۱۴۶)......اسلام کی مخالف قوم کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا:

(۱۴۷)......بچوں کو ایسا لباس پہنانا جو بالغ کے لئے ممنوع ہے:

(۱۴۸)......لوگوں کا راستہ تنگ کر کے کھڑا ہونا یا راستے پر بیٹھ جانا:

(۱۴۹)......راستے میں نجاست ڈالنا:

(۱۵۰)......سات سال سے زیادہ عمر کے لڑکے کے ساتھ ایک بستر میں سونا:

(۱۵۱)......اپنے عزیز وقریب اور دوست کو باوجود قدرت ہونے کے ظلم سے نہ بچانا:

ختم شُد

باسمہٖ تعالیٰ

حُسنِ معاشرت

اسلامی معاشرت اور طرزِ زندگی اور
اسلامی طریقہ پر رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے
اور تہذیب وشرافت والی زندگی گزارنے کے مختصر اور جامع آداب کا مجموعہ

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ناشر

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

مسنون دعائیں

احادیث کی روشنی میں دن ورات، صبح وشام
اور متفرق اوقات وحالات کی مسنون دعائیں
دلنشین فوائد وتشریحات کے ساتھ

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ناشر

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی